امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا حسیب صدیقیؒ
■ تبصرہ کتاب
■ مولانا واضح رشید ندویؒ
■ ای وی ایم ہیکنگ ......
■ حکومت سے عوام کی مایوسی ......
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 06 مورخہ ۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱؍ فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امتحان

اس دنیا کو اللہ رب العزت نے امتحان گاہ بنایا ہے، اس نے موت وحیات کو اسی لیے پیدا کیا کہ جانا جائے کہ عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے، دنیا کو آخرت کی کھیتی بھی کہا گیا ہے اور اسے ایسے مردار سے تعبیر کیا گیا ہے جو کتے کی طلب ہوتی ہے ، یہاں کی شادابی اور رونق، مال واولاد سب آزمائش اور فتنہ پیدا کرنے والی ہیں، جو ادھر متوجہ ہوگیا اور دنیا کی چکا چوند میں کھوگیا، حلال وحرام کی تمیز کھودیا اور دنیاوی جاہ ومنصب اور عزوجاہ کی وجہ سے اللہ کو فراموش کر بیٹھا وہ اس امتحان میں فیل ہوگیا، نامرادی اور ناکامیابی اس کا مقدر بن گئی۔

امتحان کا لفظ سنتے ہی طلبہ کا ذہن پریشان ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کس قسم کے سوالات کا سامنا انہیں کرنا پڑیگا، جوابات کے لیے اوقات بھی متعین اور محدود اور امتحان گاہ بھی تنگ، پہلے طلبہ کتابوں سے تیاری کرتے تھے ، پھر اساتذہ نوٹس لکھا دیا کرتے تھے، سوالات دس پانچ سال کے حل کرادیتے تھے، اب اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی ، چھپے ہوئے نوٹس اور گیس پیپر نے امتحان کے مراحل کو نسبتاً آسان کردیا ہے، اور گھبراہٹ ودہشت میں تھوڑی کمی آئی ہے، لیکن اب بھی امتحان کا موسم آتے ہی ذہن ودماغ پر یہی فکر چھائی رہتی ہے کہ ہمارا کیا ہوگا۔ کیوں کہ امتحان کے وقت انسان یا تو قابل تعظیم ٹھہرتا ہے یا ذلت اس کا مقدر بنتی ہے۔

لیکن اللہ رب العزت کی کرم فرمائی اور اس کی بے پایاں رحمتوں کا تصور کیجئے، اس مالک نے امتحان کی مدت گھنٹوں اور منٹوں میں مقرر نہیں کیا، اس نے انسانوں کو ایک لمبی عمر عطا فرمائی، پوری دنیا کو امتحان گاہ بنادیا، قرآن کریم جیسی کتاب عطا فرمائی جو لوگوں کی ہدایت اور زندگی میں پیش آنے والے ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے ہمیں تیار کرتی ہے، پھر اس کتاب ہدایت کو قولی اور عملی طور پر سمجھانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور علماء کرام کے ذریعہ مختلف ادوار کے لیے ایسا انتظام فرمایا کہ جب چاہیے سمجھ لیجئے، دیکھ کر سمجھئے، علماء سے پوچھ کر عمل کر لیجئے، کوئی داروگیر اور اخراج نہیں ہے، پوری مدت گذارنے کے بعد جب اس دنیا سے کوچ کرے گا تو اب اسے ان سوالات کے جوابات دینے ہوں گے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی آؤٹ کر دیا تھا ، دنیاوی امتحان میں سوالات آؤٹ ہو جائیں تو امتحان رد ہوجاتا ہے، اللہ رب العزت کی رحمت تو دیکھیے اس نے سوالات خفیہ نہیں رکھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا کہ تین سوال قبر میں ہوں گے اور پانچ سوال قیامت کے دن ، تین سوال جو قبر میں ہوگا وہ رب ، دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ہوگا، تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے، اور اس ذات اقدس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ جس نے دنیاوی امتحان گاہ کو احکام خدا اور رسول کی روشنی میں برتا ہوگا، اور زندگی کتاب ہدایت کے مطابق گذاری ہوگی، اس کے لیے جنت کی کھڑکیاں کھول دی جائیں گی ، اور فرشتہ کہے گا کہ سوجا، جیسی دلہن اطمینان کے ساتھ سوتی ہے، اور جس نے امر خداوندی کی ان دیکھی کی ہوگی وہ کہے گا کہ ہاہالا ادری ، افسوس میں کچھ نہیں جانتا ،بس یہیں سے امتحان کے نتیجے کا آغاز ہوجائے گا، جہنم کی کھڑکیاں کھول دی جائیں گی اور مختلف قسم کے عذاب اس پر مسلط کردیے جائیں گے، پھر ایک طویل وقفہ کے بعد جسے اللہ ہی جانتا ہے، دوسرا امتحان شروع ہوگا، اس کے بھی سوالات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آؤٹ کر دیے ہیں، یہ قیامت کا دن ہوگا اور انسان اس وقت تک میدان حشر سے ٹل نہیں سکے گا، جب تک ان پانچ سوالوں کا جواب نہ دیدے، عمر کن کاموں میں لگایا، جوانی کن کاموں میں صرف کیا، مال کس ذریعہ سے کمایا، اور کہاں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اس پر کس قدر عمل کیا۔

ان سوالوں کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہماری عمر فضولیات اور منکرات میں تو نہیں لگ رہی ہے، جوانی اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اس کا غلط مصرف تو نہیں لیا جارہا ہے، مال کے حصول کے لیے ان طریقوں کا استعمال تو ہم نہیں کررہے ہیں، جو ناجائز اور حرام ہیں، اسراف اور فضول خرچی، دکھاوے، آتش بازی میں مال کو خرچ تو نہیں کیا جارہا، جن لوگوں کے پاس علم ہے وہ اس کی روشنی میں اعمال کا جائزہ لیں کہ ہمارا عمل تو کہیں علم کے خلاف نہیں ہے، دنیا میں زندگی اگر صحیح انداز میں گذاری ہوگی تو ان سوالوں کے جوابات آسان اور مرضی مولیٰ کے مطابق ہوں گے تو اس کا حساب کتاب آسان ہوگا اور رزلٹ داہنے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، تو وہ خوش خوش لوٹے گا، اور جو ان سوالات کے جوابات مرضی مولیٰ کے مطابق نہیں دے گا، اس کو پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں رزلٹ دیا جائے گا، یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ وہ ناکام ہوگیا، اور دنیاوی زندگی میں اموال واولاد نے اسے اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا اب وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اس لیے قبل اس کے کہ ہمارے امتحان کی تیاری کا وقت پورا ہوجائے، ہمیں اپنی تیاری پوری کر لینی چاہیے اور زندگی اس کتاب کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنی چاہیے۔ تاکہ قبر کے تین اور میدان حشر کے پانچ سوال کے جوابات میں ہمیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نئی چال

بابری مسجد معاملہ میں مرکزی حکومت نے ایک نئی چال چلی ہے، اس نے سرسٹھ ایکڑ زمین اصل مالکوں کے حوالہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں عرضی داخل کی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ زمین متنازعہ نہیں ہے، اسے بابری مسجد انہدام کے بعد نرسمہا راؤ سرکار نے کلیان سنگھ حکومت کو برخواست کرنے کے بعد ایکوائر کرلیا تھا، اس میں سے ۴۳ا ایکڑ زمین اتر پردیش سرکار کی ہے، جسے اس نے رام کتھا پارک کے لیے رام جنم بھومی نیاس کو صرف ایک روپے کی لیز پر دے دیا تھا، ۱۹۹۳ء میں اسماعیل فاروقی اور اسلم بھورے نے اس معاملہ کو عدالت میں چیلنج کیا تھا، عدالت نے اسے متنازعہ مان کر فیصلہ دیا تھا کہ جب مالکانہ حق کا فیصلہ ہو جائے گا تب یہ زمین اصل مالکوں کو لوٹائی جائے گی ، ۱۹۹۶ء میں رام جنم بھومی نیاس نے مرکزی حکومت سے اس زمین کا مطالبہ کیا، لیکن اس مطالبہ کورد کردیا گیا، نیاس نے ۱۹۹۷ء میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، لیکن عدالت نے عرضی خارج کردی، ۲۰۰۲ء میں نیاس نے اس زمین پر کام کرنے کا منصوبہ بنایا تو اسلم بھورے پھر میدان میں آئے، انہوں نے عدالت میں عرضی داخل کی، چنانچہ ۲۰۰۳ء میں سماعت کے بعد عدالت نے اسٹے آرڈر کو قائم رکھا اور واضح کر دیا کہ غیر متنازعہ زمین کے حصے کو متنازع زمین سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا، اب ۲۰۱۹ء میں سرکار خود میدان میں آگئی ہے اور اس نے غیر متنازع زمین مالکان کے حوالہ کرنے کی درخواست دی ہے۔

ایک ایسے موقع سے جب بابری مسجد مقدمہ کی سماعت شروع ہوگئی اور پانچ ججوں کی بینچ اس کی سنوائی کررہی ہے، حکومت کو اس عرضی کے داخل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ظاہر ہے حکومت کی نیت میں کھوٹ ہے، وہ چاہتی ہے کہ زمین کے اس حصہ کو رام جنم بھومی نیاس کے حوالہ کر کے مندر تعمیر کا کام ایک سمت سے شروع کروادے، اس سے ۲۱؍ فروری سے چاروں شنکراچاریہ کے ذریعہ مندر تعمیر کے اعلان کی ہوا نکل جائے گی، برسوں سے مندر کے لیے تراشے گیے پتھر خراب ہو رہے ہیں، اس کا استعمال ہو جائے اور پورے ہندوستان میں یہ پیغام دیا جائے کہ رام مندر کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا ہے، اس نام پر ہندو ووٹ کو متحد کر کے ۲۰۱۹ء کے انتخاب میں کامیابی حاصل کی جائے۔ یہ ایک تیر سے کئی شکار کرنے کے مترادف ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں کی نگاہ اس طرف ہے اس لیے جناب ظفریاب جیلانی نے اسے پہلے ہی دن ناقابل قبول ہونے کا اعلان کردیا ہے، مسلمان اس معاملہ میں دھوکہ کھا چکے ہیں، اور مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔

اس معاملہ میں شری شری روی شنکر پھر میدان میں آگیے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بابری مسجد کی زمین مرضی اور خوشی سے ان کے حوالہ کردیں، اس سلسلے میں ملک کے مسلم دانشوروں کے نام وہ خط لکھ رہے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب بچ جائے گی اور ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفرت کی دیوار گر جائے گی ، دراصل شری شری روی شنکر جی کو شاید یہ بات معلوم نہیں کہ جو زمین مسجد کے لیے وقف ہوجائے وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے بندے کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت بن جاتی ہے اور اس میں تصرف کا کوئی حق مسلمانوں کو بھی باقی نہیں رہتا ، اس لیے جس چیز کی ملکیت مسلمانوں کی ہے ہی نہیں، وہ تو بابری مسجد کی ہے، اسی لیے کسی مسلمان نے اس زمین کی ملکیت خود سے ثابت کرنے کا مقدمہ نہیں کیا ہے ، جتنی درخواستیں ہیں اس میں یہی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس زمین کی حقیت بابری مسجد کی ہے اور اسے بابری مسجد کی تعمیر کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔

دلائل وشواہد بابری مسجد کے حق میں اس قدر مضبوط ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے دباؤ کا اثر عدالت نہیں قبول کرے گی تو فیصلہ مسلمانوں کے حق میں آئے گا ، ہمیں عدالت کے فیصلوں پر اعتماد ہے، اگر خدانخواستہ معاملہ برعکس ہوا تب بھی ہم نہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے نہ عندالناس۔

اخلاقی بیماری

’’انسانی اقتدار اور ملک کا جو اخلاقی ورثہ ہے، اس کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ذاتی وشخصی قسم کی مصلحتوں میں اپنی توجہات کو محدود کر دینا ایک طرح سے انسانی واخلاقی بیماریاں ہیں، یہ کسی بھی قوم میں ہوسکتی ہیں اور ہوتی ہیں، لیکن ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ برائی کو برائی تسلیم کیا جائے اور کم از کم دانشور حضرات اور اصحاب اقتدار برائی کو برائی کہنے اور اس کو دور کرنے کی فکر کریں، ورنہ ملک وملت میں پیدا ہونے والی برائیاں دیمک کی طرح خاموشی سے ملک وملت کو کھوکھلا کر کے زوال میں مبتلا کرسکتی ہیں۔‘‘

(حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم)

بلا تبصرہ

’’روزگار کی آس لگائے نوجوانوں کو اس بجٹ نے مایوس کیا ہے، نوجوانوں کو سالانہ ایک کروڑ نوکری دینے کے وعدے کے ساتھ مودی سرکار اقتدار میں آئی تھی، اسے پورا کرنے کا راستہ مؤثر تعلیم، روزگار کے مواقع اور اسکول کے ذریعہ آسان ہوتا ہے، یوپی اے-۲ کے بعد نئی نوکریاں ترپن فی صدی گھٹی ہیں، بجٹ میں نو جوانوں اور نوکریوں کا ذکر چار چار بار ہوا، پر نیا اعلان کچھ بھی نہیں ہوسکا، ایک سو پانچ منٹ کی بجٹ تقریر میں ٹیکس دہندگان سے لے کر کسانوں کو خوش کرنے کے لیے جم کر چوکے چھکے لگائے گیے، لیکن نوجوان تعلیم اور روزگار جیسے مسائل پر گیند کو چھوا تک نہیں‘‘

(دینک بھاسکر ۲؍ فروری ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

گناہوں پر گرفت:

﴿لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اورتری میں فساد پھیل گیا؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو بعض کاموں کا مزا چکھائیں، شاید کہ وہ باز آجائیں﴾ (سورۂ روم: ۴۱)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور رسولوں کی مقدس جماعت کو بھیجا، جس نے اپنی قوم وملت کو ایک بنیادی پیغام یہ دیا کہ پروردگار عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا، نافرمانی اور سرکشی کی راہ ہرگز نہ اختیار کرنا، کفر وشرک سے گریز کرنا اور اعتدال وتوازن کی زندگی گذارنا، یہی زندگی اور بندگی کا مقصد ہے اور عقل وشعور کا بھی یہی تقاضہ ہے؛ مگر انسانوں نے انبیاء کرام کی دعوت کو فراموش کردیا اور عقل کو بے لگام چھوڑ دیا، الحاد ودہریت کے راستہ کو اپنالیا اور خدا بیزار تہذیبوں کے علمبرداروں کے ہاتھوں میں قیادت سونپ دی، جس نے ہر طرح کے فکری، اخلاقی، عملی بگاڑ اور بے حیائی کو روا سمجھا اور اس کی تشہیر کردی، جس کے نتیجہ میں آج انسانی معاشرہ شکست وریخت سے دوچار ہوتا جارہا ہے، آزاد خیالی کے نام پر غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط عام ہوتا جارہا ہے، اس کے جنسی تعلقات کے سبب مختلف طرح کی جان لیوا بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، اسی طرح مختلف طرح کی فضائی آلودگی پھیل رہی ہے اور لوگ اسی میں گھٹن محسوس کررہے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ دنیوی آفات کا سبب انسانوں کے گناہ اور اعمال بد ہیں، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿تمہیں جو بھی مصیبت پہونچتی ہے، وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے سبب ہے﴾، صاحب معارف القرآن نے لکھا ہے کہ اس دنیا میں جو مصائب اور آفات تم پر آتی ہے، ان کا حقیقی سبب تمہارے گناہ ہوتے ہیں، اگرچہ دنیا میں نہ ان گناہوں کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ ہر گناہ پر مصیبت وآفت آتی ہے؛ بلکہ بہت سے گناہوں کو تو معاف کردیا جاتا ہے، بعض بعض گناہوں پر ہی گرفت ہوتی ہے اور آفت ومصیبت بھیج دی جاتی ہے، اگر ہر گناہ پر دنیا میں مصیبت آیا کرتی تو ایک انسان بھی زمین پر زندہ نہیں رہتا؛ مگر ہوتا یہ ہے کہ بہت سے گناہوں کو تو حق تعالیٰ معاف کردیتے ہیں اور جو معاف نہیں ہوتے، ان کا بھی پورا پورا بدلہ دنیا میں نہیں دیا جاتا؛ بلکہ تھوڑا سا مزہ چکھایا جاتا ہے؛ اس لیے انسانوں کو اپنے کرتوت پر نادم وشرمندہ ہوکر اللہ کی طرف رجوع ہونا چاہیے اور اللہ سے توبہ واستغفار کے ذریعہ معافی تلافی کرنی چاہیے اور شر وفساد سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا چاہیے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

بیماروں کی عیادت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کرو اور ان سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کریں؛ کیوں کہ بیمار کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (طبرانی)

وضاحت: کسی مریض کی عیادت وغمخواری کرنا اور اس کو تسلی دینا ایک انسانی فریضہ ہے، مریض چاہے بوڑھا ہو یا جوان، مسلم ہوں یا غیر مسلم، سب کی خدمت گزاری کرنا چاہیے، اس سے مریض کو جہاں قلبی سکون ملتا ہے، وہیں اس کا غم بھی ہلکا ہوتا ہے اور جب آپ کسی کے غم کو ہلکا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے غم کو ہلکا کریں گے، اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی اور اس عمل کو بڑے اجر وثواب کا عمل بتلایا، صحابہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا، جن میں سے ایک بیمار کی عیادت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی صبح کو کسی بیمار کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو واپسی تک وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے؛ لیکن یہ فضیلت اسی وقت حاصل ہوگی، جب عیادت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، یعنی جب مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو دلاسا دیں اور اس کو شفا پانے کے لیے اللہ سے دعا کریں اور مزاج پرسی کے وقت صبر وشکر کی تلقین کریں، ہمت دلائیں اور دلجوئی کی باتیں کریں، ان کے سامنے فکر واندیشہ کی کوئی بات ہرگز نہ کریں، اس سے ان کے دل پر چوٹ پڑے گی اور وہ زندگی سے مایوس ہوجائے گا، ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو موت کے بارے میں اس کی فکر کو دور کرو؛ اس لیے کہ یہ بات اس کے دل کو خوش کرے گی، بہت سے لوگ عیادت کے وقت بے شعوری میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرے فلاں رشتہ دار کی موت اسی مرض میں ہوگئی تھی، اس طرح کے جملوں سے مریض کا حوصلہ ٹوٹتا ہے اور زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے؛ اس لیے جب کسی مریض کے پاس جائے تو ان کے لیے صحت وعافیت کی دعا کیجئے اور ان سے بھی دعا کی درخواست کیجئے، کیوں کہ یہ اس وقت پریشان حال ہیں اور اللہ تعالیٰ پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرمایا کرتے ہیں، اسی طرح مریض کی عیادت کے لیے جایئے تو بلاضرورت دیر تک نہ بیٹھے، حدیث پاک میں ہے کہ عیادت کا افضل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والا عیادت کرنے کے بعد دیر تک نہ بیٹھے، بعض اوقات اس سے مریض کو تکلیف پہونچتی ہے اور بسا اوقات اہل خانہ کو زحمت ہوتی ہے، ہاں اگر مریض اور گھر والے خواہشمند ہوں تو دیر تک بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بہت سے لوگ ذاتی مصالح کی بنیاد پر عیادت کرتے ہیں یا آپسی رنجش کی وجہ سے کرتے ہی نہیں ہیں، یہ دونوں طریقہ مزاج نبوت کے خلاف ہے، مومنانہ شان یہ ہے کہ اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر ہر حال میں مریضوں کی عیادت کرنی چاہیے، اس میں نہ ذاتی منفعت کو سامنے رکھئے اور نہ ہی کسی دلی کدورت کو آڑے آنے دیجئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

آیات کریمہ لکھی ہوئی چادر سے جنازہ ڈھانکنا

آج کل میت کو لے جانی والی کھاٹ کو ایسی چادر سے ڈھانکا جاتا ہے جس میں آیات کریمہ اور اسماء حسنیٰ تحریر ہوتے ہیں، یہ چادر میت کے پاؤں کی جانب بھی پڑتی ہے جس سے آیات قرآنی کی توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے، شرعاً ایسی چادر کا کیا حکم ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

قرآنی آیات اور اسماء حسنی کی تعظیم وتکریم نہایت ضروری ہے اور ایسا عمل جو قرآنی آیات یا اسماء حسنیٰ کی اہانت وبے حرمتی کا سبب ہو شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا صورت مسؤلہ میں آیات کریمہ یا اسماء حسنیٰ لکھی ہوئی چادر میت کے اوپر ڈالنا ان آیات واسماء کی بے حرمتی کی وجہ سے جائز نہیں ہے اس سے احتراز لازم وضروری ہے، حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب اعظمی مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

"کلام اللہ شریف کی آیات واجب التعظیم ہیں اور واجب التعظیم شئی کو مظنہ ذلت واہانت میں رکھنا ناجائز ہے اور جس چادر پر آیات قرآنی لکھی ہوئی ہوں اس چادر کو جنازہ پر ڈالنا مظنہ اہانت سے خالی نہیں، اس لئے کہ اگر وہ آیات کمر سے نیچے پیر وغیرہ کی جانب ہوں یا جسد میت سے نیچی لٹکی ہوئی ہوں تو ان آیات کی اہانت ظاہر ہے، اسی طرح کمر سے اوپر سینہ یا سر کی جانب ہوں جب بھی جسد میت سے اکثر کچھ ناپاک رقیق رطوبت وغیرہ خارج ہونا ظاہر ہے، پس اگر کفن کے اوپری حصہ کی جانب یہ نجاست کفن میں لگ جائے تو چادر کے اس سے مس ہونے سے خود آیات کریمہ کا نجاست پر ڈالنا لازم آئے گا، جس سے بچنا واجب ہونا ظاہر ہے اور چادر کے عام استعمال کی اجازت دینا کسی طرح جائز نہ ہوگا، پس اگر کوئی شخص بہت اہتمام سے حفاظت کرے اور جسد کے اوپر کمانی وغیرہ لگا کر اس چادر کو اتنے اوپر رکھے کہ ان مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی خرابی پیدا نہ ہو بلکہ محض برکت کے لئے سر یا سینہ کے محاذات میں رکھ دیا جائے تو اس میں مضائقہ نہ ہوگا، مگر جب بھی اس چادر کے عام طور پر استعمال کو جائز کہہ دیا جائے تو مظنہ نجاست واہانت پر پیش کرنے میں شبہ نہ ہوگا، اس لئے ایسی چادر کی جنازہ پر عام اجازت ہرگز نہیں ہوسکتی اس لئے بہر حال تحرز چاہیے" (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۳۵۴-۳۵۵)

خنثیٰ مشکل کی نماز جنازہ

خنثیٰ مشکل کی نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جائے گی؟

الجواب وباللہ التوفیق

خنثیٰ مشکل اگر بالغ ہو تو بالغ کے جنازہ کی دعا جو مرد وعورت دونوں کے لئے آئی ہے پڑھی جائے گی اور اگر نابالغ ہو تو نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کی بھی دعا پڑھی جائے گنجائش ہے، (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۲/۷۵۶)

مسبوق نے امام کے ساتھ سہواً سلام پھیر دیا

ایک آدمی جو مسبوق تھا اس نے امام کے سلام پھیر دیا، لیکن فوراً مسبوق ہونا یاد آگیا اور اپنی فوت شدہ رکعت پوری کیا، سوال یہ ہے کہ اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

مسبوق نے بھول کر اگر امام کے ساتھ سلام پھیرا ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو بقیہ رکعت کی تکمیل کے بعد اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔ "ولا یسلم مع سلام الامام ---وھل یلزمہ سجود السھو لاجل سلامہ ینظران سلم قبل تسلیم الامام او سلما معا لا یلزمہ لان سھوہ سھوی المقتدی، وسھو المقتدی متعطل وان سلم بعد تسلیم الامام لزمہ لان سھو المنفرد فیقضی مافاتہ ثم یسجد للسھو فی آخر صلوتہ۔" (بدائع الصنائع: ۱/۴۲۲)

مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت میں سورہ نہ ملایا

مسبوق جن کی تین رکعتیں چھوٹ گئی تھیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت میں سورہ نہیں ملائی، البتہ بعد کی دونوں رکعتوں میں سورہ ملایا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

مذکورہ مسبوق جن کی تین رکعتیں چھوٹ گئی تھیں اس پر امام کے سلام پھیرنے کے بعد شروع کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا واجب تھا، لیکن اس نے پہلی رکعت میں سورۃ نہیں ملائی جس کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوا اگر اس نے سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی ورنہ واجب الاعادہ ہوگی۔ (ردالمحتار: ۱/۵۵۶ احکام المسبوق)

نماز میں بار بار موبائیل بند کرنا

امام نماز پڑھا رہا تھا، دوران نماز موبائل کی گھنٹی بجی، امام نے ایک مرتبہ قیام میں موبائل بند کیا، لیکن گھنٹی بند نہیں ہوئی، پھر رکوع میں، پھر قومہ میں اور پھر سجدہ میں گھنٹی بند کیا۔ کیا اس حرکت سے نماز ٹوٹ گئی؟

الجواب وباللہ التوفیق

صورتِ مسئولہ میں اگر امام نے موبائل کی گھنٹی ہر بار ایک ہاتھ سے بند کی تھی، اور ایک رکن میں تین مرتبہ لگاتار بند کرنا نہیں پایا گیا تھا تو نماز ہوگئی، اس لیے کہ یہ عمل قلیل کے درجے میں ہے۔ "ویفسدھا کل عمل کثیر لیس من أعمالھا ولا لإصلاحھا۔ وفی الشامیۃ أن ما یعمل عادۃ بالیدین کثیر وإن عمل بواحدۃ کالتعمم وشدّ السراویل، وما عمل بواحدۃ قلیل ۔الثالث: الحرکات الثلث المتوالیۃ کثیر وإلا فقلیل (در مختار ۲/۵۸۳)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلدنمبر 57/67 شمارہ نمبر 06 مورخہ ۵رجمادی الثانیہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱رفروری ۲۰۱۹ء روزسوموار

عبوری بجٹ

مودی سرکار کے عبوری وزیر مالیات پیوش گوئل نے عبوری بجٹ پیش کیا اور جیسی توقعات تھیں، رائے دہندگان کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بڑے اعلانات کیے گیے، پانچ لاکھ تک کی آمدنی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دی گئی، ڈیڑھ لاکھ کی سرمایہ کاری اور دولاکھ تک کے تعلیمی خرچ بھی ٹیکسوں میں چھوٹ کا اعلان ہوا، جمع رقم اور کرایہ پرٹی ڈی اس کی حددس ہزار سے بڑھا کر چالیس ہزار کردی گئی، تین قسطوں میں کسانوں کوسالانہ چھ ہزار روپے یعنی ماہانہ پانچ سواور یومیہ سترہ روپے دینے کا بھی ذکر ہوا، مزدوروں کے لیے ماہانہ تین ہزار روپے پنشن کے لیے مختص کیے گیے اور ملکی سلامتی کے نقطۂ نظر سے دفاع کا بجٹ تین لاکھ کروڑ طے ہوا، عبوری بجٹ پیش کرنے میں سارا تام جھام اس طرح کیا گیا جیسے یہ عبوری نہیں مکمل بجٹ ہے، وزیرخزانہ نے ہندوستان کی تاریخ میں عبوری بجٹ کا سب سے طویل خطاب ایک سو پانچ منٹ کا کیا، اب حکمراں طبقہ تالی بجارہا ہے اور حزب مخالف کیڑے نکالنے میں لگا ہوا ہے، دونوں حسب روایت اپنا اپنا کام کررہے ہیں، ہم جیسے لوگ جن کی پہچان منصفانہ تجزیہ وتحلیل سے ہے اسے بھی دیکھنا چاہیے کہ آخراس بجٹ میں کیا کچھ ہے۔

بجٹ کا سب سے بڑا اعلان جس میں انکم ٹیکس میں چھوٹ کی رقم پانچ لاکھ کردی گئی ہے، اس سے متوسط طبقہ اور ملازمت پیشہ لوگوں کو فائدہ پہونچے گا لیکن اس اضافہ کی معقولیت سمجھ میں نہیں آتی، جب سرکار نے اعلیٰ ذات غریبوں کو رزرویشن دینے کا فیصلہ کیا تو کم ازکم آمدنی کی حد آٹھ لاکھ طے کیا، یعنی آٹھ لاکھ سالانہ جس کی آمدنی ہے وہ رزرویشن کا حقدار ہے کیوں کہ وہ معاشی طور پر پسماندہ ہے، جب ایک جگہ سرکار نے اسے پس ماندہ مان لیا تو پانچ لاکھ پر ٹیکس وصولنے کا جواز کہاں بنتا ہے۔

کسانوں کے لیے جو رقم کا اعلان کیا ہے، وہ انتہائی کم ہے، اس سے زیادہ اہمیت غیر منظّم مزدورں کو دی گئی ہے، تین ہزار ماہانہ پنشن سے ان کو راحت ملے گی لیکن یہ راحت انہیں مفت نہیں ملے گی، اس کے لیے اگر وہ انتیس سال سے روپیہ جمع کرنا شروع کرتے ہیں تو ہر مہینے سو روپے جمع کرنے ہوں گے اور اگر اٹھارہ سال کی عمر سے جمع کرتے ہیں تو پچپن روپے ماہانہ دینے ہوں گے، اس سے پندرہ ہزار روپے ماہانہ تک کمانے والے دس کروڑ مزدوروں کو فائدہ پہونچے گا، لیکن یہ فائدہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد ملے گا۔ لیکن کسان کے لیے تو یہ سترہ روپے یومیہ ہے، اسے اونٹ کے منہ میں زیرہ سمجھنا چاہیے، کسانوں کو اس پیش کش کے خلاف جدوجہد کرنی چاہیے، کیوں کہ یہ ان کا اعزاز نہیں ہے، بجٹ میں کسانوں کے لیے قرض معافی اور کچھ نئے منصوبے کا اعلان ہوتا تو کسانوں کو زیادہ خوشی ہوتی، کیونکہ کسانوں کو کھاد اور ڈیزل مہنگے داموں میں خریدنا پڑتا ہے اور کسان قرض کے بوجھ تلے دبتا چلا جارہا ہے، اوسطا اس پر سینتالیس سو روپے کا قرض ہے اور یہ قرض کسانوں کو مفت نہیں ملتا اسے سود دینا پڑتا ہے، چھ فی صد بھی شرح سود دینا ہو تو ۲۸۲۰ روپے اس کے سود کی ادائیگی میں خرچ ہوجاتے ہیں، اس کی پیداوار کی قیمت سرکار کم لگاتی ہے، مارکیٹ میں صحیح دام نہیں ملتے ایسے میں کسان خودکشی پر مجبور ہوتا ہے، مودی سرکار خوش ہے کہ اس اعلان سے بارہ کروڑ خاندان یعنی قریب چالیس کروڑ لوگوں کے ووٹ اس کے حق میں جائیں گے، مجھے مرزا غالب یاد آگیے، جنہوں نے کہا تھا کہ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

نوجوانوں کے لیے اس بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے، روزگار کی کسی بڑے منصوبے کا اعلان نہیں کیا گیا ہے، جب کہ ترپن فی صد آسانیاں مودی حکومت میں گھٹی ہیں، بجٹ میں کچھ پرانی باتیں بھی دہرائی گئیں، جیسے حکومت پچیس فی صد سامان چھوٹے کاروباریوں سے خریدے گی اور انسٹھ منٹ میں ایک کروڑ روپے تک کا قرض دیا جائے گا، یہ جملے ہیں اور جملہ بازی سے وقتی واہ واہی ہوتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

عورتیں بھی اس بجٹ سے محروم رہیں، حالانکہ سرکار مہیلا شکتی کرن کا نعرہ لگاتی رہی، دیا تو کچھ نہیں لیکن عورتوں کو جو فائدہ سابقہ بجٹ سے پہونچا ہے اس کا ذکر کرکے اپنی پیٹھ خوب تھپتپائی گئی، آٹھ کروڑ ال پی جی کنکشن میں چھ کڑوڑ بانٹنے اور سرکاری مراعات سے ستر فی صد ان کے مستفیض ہونے کا ذکر کیا گیا، بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھانے کا منصوبہ نعروں تک رہا اور اس مد میں بھی کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

بجٹ کی تقریر عموما ایک سال اور عبوری بجٹ ہو تو محدود وقت پر مرکوز ہوتی ہے، لیکن مودی حکومت نے اس بجٹ کو ۲۰۳۰ء تک کے لیے ایک وِژن سے تعبیر کیا ہے، غالب سے الفاظ اور جملے مستعار لیے جائیں تو کہا جاسکتا ہے کہ کون جیتا ہے تیرے زلف کے سر ہونے تک ٹیکس میں جو چھوٹ دی گئی ہے اس کا لیکھا جوکھا سمجھنا ہو تو جانیے کہ اگر آپ کے پاس چھ لاکھ روپے ہے تو پرانا طریقہ ٹیکس ہی نافذ ہوگا، یعنی ڈھائی لاکھ تک کچھ نہیں، دوسرے ڈھائی لاکھ پر پانچ فی صد اور باقی ایک لاکھ پر بیس فی صد، اسی طرح اگر کسی کے پاس دس لاکھ روپے ہیں، تو دوسرے ڈھائی لاکھ پر پانچ فی صد اور بقیہ دوسرے پانچ لاکھ پر بیس فی صد ٹیکس کی ادائیگی کرنی ہوگی اور اگر آپ کے پاس پندرہ لاکھ ہیں تو آخری پانچ لاکھ پر ٹیکس کی رقم تیس فی صد ادا کرنی ہوگی، کچھ سمجھا آپ نے، یہ چھوٹ صرف اس شکل میں ہے جب آپ کے پاس پانچ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔

مجموعی طور پر یہ ایک انتخابی بجٹ ہے، انتخاب میں کم وبیش ستر دن رہ گیے ہیں، ظاہر ہے حکومت کی منشا یہ ہے کہ رائے دہندگان کو پوری طرح لبھائیں اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھائیں کہ اگر اگلی سرکار ہماری آتی ہے تو اس اعلان کے مطابق عمل ہوسکے گا، گویا یہ ایک وعدہ ہے اور مودی حکومت کے وعدوں کا حشر ہم دیکھ چکے ہیں، پندرہ لاکھ ہر ایک کے کھاتے میں آنے تھے، انتظار کرتے کرتے آنکھیں پتھرا گئیں، غالب ایک بار پھر یاد آگیے۔

تیرے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مرنہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

بے روزگاری

اس وقت ہندوستان کو جن حقیقی مسائل کا سامنا ہے، ان میں بے روزگاری سرفہرست ہے، ریزرویشن میں اضافہ ہورہا ہے اور کام ہے ہی نہیں تو ایسے ریزرویشن کا فائدہ ہی کیا ہے، نیشنل سمپل سروے آفس کے پیریوڈک لیبر فورس سروے کے مطابق ہندوستان میں اس وقت بے روزگاری کی شرح گذشتہ پینتیس سالوں میں سب سے زیادہ ہے، سروے کے مطابق ۱۸-۲۰۱۷ء میں بے روزگاری ۱ء۶ فی صد رکارڈ کی گئی ہے۔ ۲۰۱۶ء میں نوٹ بندی کے بعد مودی حکومت کے اس پہلے سروے کی مدت جولائی ۲۰۱۷ء سے جون ۲۰۱۸ء کی ہے، بے روزگاری کے شکار سب سے زیادہ نوجوان ہیں اور ان کے درمیان بے روزگاری کا تناسب ۴ء ۱۷ ہے، جبکہ دیہی علاقوں کی خواتین میں یہ شرح ۸ء۴ فی صد سے بڑھ کر ۶ء۱۳ ہوگئی ہے، تعلیم یافتہ مردوں کے بارے میں اس سروے کی رپورٹ بتاتی ہے کہ پہلے اس زمرے میں بے روزگاری ۴ء۴ - ۵ء۳ فی صد کے درمیان تھی، لیکن اب یہ اعداد وشمار ۵ء۱۰ فی صد ہے، نیشنل سمپل سروے کے اس اعداد وشمار کو شائع کرنے سے مرکزی حکومت کترا رہی تھی، کیوں کہ اس سے مرکزی حکومت کی ناکامی اور ان کے بلند بانگ دعووں کی قلعی کھل رہی تھی، مگر جب اس ہفتہ نیشنل اسٹیٹکل کمیشن کے دو اراکین نے رپورٹ شائع نہ کیے جانے کی وجہ سے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا تو حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ رپورٹ کو عوام کے سامنے رکھا جائے۔

اس رپورٹ کو بے وزن کرنے کے لیے پارلیامنٹ کے بجٹ سیشن کے لیے حکومت نے جو صدر جمہوریہ کی تقریر مرتب کرائی اس میں نوجوانوں کو روزگار سے جوڑنے کے لیے ۷رلاکھ کڑوڑ روپے قرض دینے کی بات کہی، گذشتہ چار سالوں میں ہر سال اوسطا ایک کڑوڑ جوانوں کو کوشل وکاس یوجنا کے تحت تربیت کا دعویٰ کیا، صدر جمہوریہ نے یہ بھی فرمایا کہ آنے والے دنوں میں سرکار کے ذریعہ ۱۵رہزار سے زیادہ آئی ٹی آئی، ۱۰رہزار سے زیادہ کوشل وکاس مراکز کھولے جائیں گے، انہیں کاروبار شروع کرنے کے لیے ۷رلاکھ روپے تک کا قرض بغیر کسی ضمانت کے دیا جائے گا، ہم حکومت کی نیت پر شک نہیں کرتے، لیکن پانچ سال اب پورے ہونے والے ہیں، اس مدت میں سرکاری اعلانات کا جو تجربہ رہا ہے، اس میں صرف من کو خوش کرنے والے جملے ہی جملے رہے ہیں، کیا یہ اعلان بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، پرانا تجربہ تو کچھ ایسا ہی ہے۔

زندگی کا کرب

انسان فطرتا اور مزاجا آزادی پسند ہے، قید وبند اس کے لیے سزا ہے، یہی وجہ ہے کہ گداگر اور بھیک منگے بھی جیل جانا پسند نہیں کرتے کیوں کہ اس سے ان کی آزادی ختم ہوجاتی ہے، لیکن جاپان جو ایک صنعتی ملک ہے اور پوری دنیا میں اس کی مصنوعات کا ڈنکا بجتا ہے، سے ایک عجیب وغریب خبر آئی ہے کہ یہاں بوڑھوں میں جرائم کا تناسب تیزی سے بڑھ رہا ہے اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ ہر پانچواں مجرم بوڑھا ہے، اور گذشتہ بیس سالوں میں ان کی تعداد سہ گنی ہوگئی ہے۔

جاپان کی کل آبادی 12.68 کڑوڑ ہے ان میں قریب 3.5 کڑوڑ لوگ پینسٹھ سال سے زیادہ عمر کے ہیں۔ ۲۰۱۶ء میں جرائم کے جو اعداد وشمار جاری کیے گیے، اس کے مطابق ڈھائی ہزار بوڑھے مجرم قرار پاچکے تھے، یہ بوڑھے کیوں جرم کرتے ہیں، ایک جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کی ضروریات پوری کرنے سے عاجز ہیں، ان کے پاس کھانے کے لیے رقم نہیں ہے اور خاندان اس قدر انتشار کا شکار ہے کہ انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہے، جائزہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ بوڑھے کوئی بڑا جرم نہیں کرتے کبھی عورتوں کو چاقو دکھا دیتے ہیں، کبھی ہلکی پھلکی چوری کی واردات انجام دیتے ہیں، تاکہ انہیں پولس پکڑ کر جیل لے جائے، انہیں جیل کی زندگی اس لیے بھلی معلوم ہوتی ہے کہ وہاں کھانے کو مفت مل جاتا ہے اور ان کی آرام وآسائش کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، ان کی پینٹ بدلنے اور غسل کرانے تک کے لیے افراد مہیا ہیں، ان بوڑھے قیدیوں کا احساس ہے کہ گھر میں انہیں اکیلا پن محسوس ہوتا ہے، یہاں جیل میں چہل پہل ہوتی ہے اور یہاں تنہائی کا کرب نہیں جھیلنا پڑتا، یہاں منورنجن کے بھی سارے سامان دستیاب ہیں اور خدمت گار بھی۔

جو لوگ جاپان کی خوش حالی اور اس کی مصنوعات کا چرچا کرتے نہیں تھکتے، انہیں وہاں کے بوڑھوں کی کربناک زندگی کو بھی دھیان میں رکھنا چاہیے، وہ جرم جیل میں رہنے کے لیے کرتے ہیں، کیوں کہ جیل میں انہیں زندگی کی ساری سہولیات میسر ہیں، اگر ان کے بچے ان کی ضروریات کی کفالت کے لیے آگے آتے اور اپنی مصروف زندگی سے تھوڑا وقت ان کے لیے نکالتے تو اس کی نوبت نہیں آتی، لیکن مغرب میں جس طرح خاندان ٹوٹ رہا ہے اور بوڑھے یا تو جیل جارہے ہیں یا اولڈ ایج ہاؤس ان کی قیام گاہ بنتی جارہی ہے، اس میں ہمارے لیے عبرت کا سامان موجود ہے، کاش اس کربناک حقیقت کا ادراک کرکے مغربی تہذیب سے اپنے کو دور رکھ پاتے اور خاندان کو ٹوٹنے سے بچانے میں مؤثر کردار ادا کرتے۔

یادوں کے چراغ

مولانا حسیب احمد صدیقیؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

دارالعلوم دیوبند کے فاضل گرامی، مسلم فنڈ دیوبند کے منیجر، جمعیت علماء ہند کے خازن، آل انڈیا اقتصادی کونسل اور دیوبند میونسپلٹی کے سابق چیئرمین دیدہ ور، صائب الرائے رہنما اور نصف درجن تعلیمی اداروں کے بانی ومبانی، مولانا حسیب احمد صدیقی بن منشی عزیز احمد نے ۹رجنوری ۲۰۱۹ء مطابق ۲رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ بروز بدھ بوقت ساڑھے سات بجے صبح اپنے مکان واقع محلّہ شاہ بخاری دیوبند میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، ان کی عمر تراسی سال تھی، جنازہ بعد نماز عصر احاطہ مولسری میں قاری محمد عثمان دامت برکاتہم نے پڑھائی، جنازہ کی صفیں احاطہ مولسری سے نکل کر صدر گیٹ اور مہمان خانہ کی راہ داری تک پہونچ گئی تھیں اور مزار قاسمی میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

مولانا حسیب احمد صدیقی کے والد منشی عزیز احمد صاحب دارالعلوم دیوبند کے دفتر تعلیمات میں کارکن اور ذمہ داروں کے معتمد تھے، انہوں نے ایسے گھر میں آنکھیں کھولیں جہاں دارالعلوم دیوبند کا ذکر ہمہ وقت ہوتا رہتا تھا، انہوں نے ابتداء سے انتہاء تک کی تعلیم دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی اور ۱۹۵۳ء میں سند فراغت حاصل کیا، ان کی رسم بسم اللہ کی ادائیگی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نو اللہ مرقدہ نے کرائی تھی اور بخاری شریف حضرت سے ہی پڑھنے کی انہیں سعادت ملی، ان کا چہرہ انتہائی وجیہ تھا اور وضع قطع میں نستعلیقیت تھی، میں نے حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کے بعد دیوبند میں اس رکھ رکھاؤ کا آدمی نہیں دیکھا، خوش مزاج، بلند اخلاق، وضعدار، نرم گفتار، شگفتہ ذہن ودماغ، کے مالک اور ملنسار انسان تھے، وہ حضرت مولانا اسعد مدنی صاحبؒ کے مشیر خاص، دست راست اور ان کے چشم وآبرو کے اشاروں کو سمجھنے والے تھے، حضرت مولانا اسعد مدنی صاحبؒ نے مسلم فنڈ قائم کرنے کے لئے مولانا حسیب صدیقیؒ کو ۶۲ روپئے آٹھ آنے دئے تھے، یہی کل سرمایہ تھا، اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور اکابر کی دعاء سے مولانا صدیقی نے کام کو آگے بڑھایا، ان کی عملی قوت کا مظہر آج مسلم فنڈ پورے ہندوستان کے لئے نمونہ کا کام کر رہا ہے، واقعہ یہ ہے کہ مسلم فنڈ کے ذریعہ غریبوں کی مدد کا خیال حضرت مولانا اسعد مدنی صاحبؒ کا تھا لیکن اس خیال کو مجسم کرنے اور پورے ہندوستان میں اس کی اہمیت تسلیم کروانے میں عملی جدوجہد اور خاکہ میں رنگ بھرنے کا کام مولانا حسیب احمد صدیقی نے کیا، ۱۹۶۱ء سے تادم آخر وہ مسلم فنڈ کے منیجر کی حیثیت سے کام کرتے رہے، وہ ۲۶رمئی ۲۰۱۴ء سے جمعیۃ علماء ہند کے خازن رہے، تراسی سال کی عمر میں بھی وہ انتہائی چاق وچوبند اور عملی قوت سے لبریز نظر آتے تھے، گذشتہ مہینہ صد سالہ تقریب کے حوالہ سے جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے ابوالمحاسن مولانا محمد سجادؒ پر منعقد ہونے والے سیمینار میں وہ شریک تھے، اور حسب سابق تروتازہ نظر آرہے تھے، خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اس قدر جلد ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

مولانا مرحوم پوری زندگی سرگرم عمل رہے، انہوں نے مسلم فنڈ کی آمدنی سے ہی ۱۹۷۱ء میں پبلک نرسری اینڈ جونیئر ہائی اسکول، ۱۹۸۰ء میں مسلم فنڈ کمرشیل انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۸۶ء میں مدنی آئی ہوسپٹل، ۱۹۹۰ء میں مدنی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ، ۱۹۸۶ء میں مسلم فنڈ ناگل شاخ، ۲۰۰۲ء میں پبلک گرلز ہائر سکینڈری اسکول اور ۲۰۰۸ء میں اندرا گاندھی نیشنل اوپن اسکول کا مطالعاتی مرکز اور موٹر ڈرائیونگ اسکول قائم کیا، ان تمام کو انتہائی منظّم انداز میں آگے بڑھایا، ان اداروں کی مقبولیت میں ان کے حسن انتظام کا بڑا دخل تھا، ۲۰۰۷ء میں انہوں نے دیوبند میونسپلٹی الیکشن میں کامیابی حاصل کی، وہ غریبوں کے مسیحا تھے، اس لئے انہوں نے اپنے دور صدارت میں جو کام کئے ان میں دھوبیوں کے کپڑا دھونے کے لئے حوض اور پانی کا نظم خاص طور سے قابل ذکر ہے وہ ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۲ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

مولانا حسیب احمد صدیقی کی ایک بڑی خصوصیت جواب بڑوں میں بھی ختم ہوتی جارہی ہے، وقت کی پابندی تھی، ان کے یہاں دس بجے کا مطلب دس بجے ہی ہوتا تھا، پانچ سات منٹ وقت سے پہلے پہونچنا ان کے معمول کا حصہ تھا، دن کا نظام الاوقات رات میں ہی تیار کر لیتے تھے، سفر وحضر میں ان کے ساتھ ایک ڈائری ہوتی تھی جس میں اگلے دن کون کون سے کام انجام دینے ہیں، وہ اس میں لکھ لیا کرتے، اب تو اساتذہ بھی لیسن پلان تیار نہیں کرتے ہیں اور درجہ میں جا کر جو سمجھ میں آیا فوری طور پر پڑھا ڈالتے ہیں، ایسے میں ان کا یہ عمل قابل تقلید بھی ہے اور قابل تعریف بھی، یہی وجہ ہے کہ ان کے کاموں میں برکت ہوتی تھی اور منظّم ومربوط انداز میں کام آگے بڑھتا تھا، ان کا کام بولتا تھا، پروپیگنڈے کا ان کا مزاج نہیں تھا، کبھی اخبار میں کوئی خبر آگئی تو ٹھیک، ورنہ کام اور مسلسل کام سے ہی ان کو مطلب رہتا تھا، اتفاق سے رفقاء بھی سب کے سب ان کے مزاج شناش اور کاموں میں ان کے معاون تھے، ان میں سے ایک بڑا نام مشہور شاعر ڈاکٹر نواز دیوبندی کا ہے، شاعر لوگ عموماً پتہ ماری کا کام نہیں کیا کرتے لیکن نواز دیوبندی نے ان کی سرپرستی اور ہدایت کی روشنی میں ٹکنیکل اور دوسرے تعلیمی اداروں کی دیوبند جیسے تعلیمی جگہ پر ایک شناخت بنادی، دراصل اللہ جب کسی سے کام لینا چاہتا ہے تو اس کے ارد گرد کام کرنے والوں کو جمع کر دیتا ہے، حسیب صدیقی صاحب اس اعتبار سے انتہائی خوش نصیب تھے کہ ان کے رفقاء ان کے چشم وابرو کے اشارہ کو سمجھتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ مولانا حسیب احمد صدیقی کا انتقال بڑا ملی سانحہ ہے، انہوں نے مسلمانوں کی معاشی پس ماندگی دور کرنے اور اقتصادی اعتبار سے انہیں بلند کرنے کے لئے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ دیوبند کی تاریخ کا روشن باب ہے، ان کی جلائی ہوئی اس شمع سے ان کی زندگی میں بھی ہندوستان روشنی پاتا تھا، مجھے امید ہے کہ ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے صاحب زادہ سہیل صدیقی جو مسلم فنڈ کے چیئرمین بنائے گئے ہیں، باپ کی اس وراثت کو پوری تن دہی اور جان کاہی سے آگے بڑھاتے رہیں گے، تاکہ مسلمانوں کی پس ماندگی دور ہو، اور دیوبند میں ان کے قائم کردہ دوسرے ادارے جن کی رگوں میں مسلم فنڈ کی آمدنی سے ہی حرارت پیدا ہوتی ہے ، اپنے کام کو جاری رکھ سکیں۔

مولانا حسیب احمد صدیقی سے میری ملاقات ایک طرفہ تھی، یعنی میں ان کو جانتا پہچانتا تھا، لیکن وہ مجھے چہرہ سے نہیں پہچانتے تھے، البتہ نام ان کے دماغ میں محفوظ تھا اور یہ کرشمہ تھا میری ٹوٹی پھوٹی ان تحریروں کا جو ملک کے مختلف اخبارات ورسائل میں چھپ کر لوگوں تک پہونچتے ہیں اور ان کے مطالعہ میں آتے رہتے ہیں، میں نے دیوبند میں پانچ سال اپنی تدریسی زندگی کے گذارے، مسلم فنڈ میں میرا اکاؤنٹ بھی تھا، لیکن عمر کا اس قدر تفاوت تھا کہ کبھی ان کی مجلس میں بیٹھنے اور ان سے بالمشافہ گفتگو کا موقع نہیں ملا، اور اب وہ ایسی جگہ چلے گئے، جہاں سے واپسی نہیں ہوتی، علامہ انور صابری (جو دیوبند ہی کے رہائش کے اعتبار سے مست قلندر اور فکر کے اعتبار سے انقلابی شاعر تھے) کے ایک شعر پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں، فرماتے ہیں۔

حشر تک ہم زباں نہ کھولیں گے　　تم پکارو گے ہم نہ بولیں گے

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

مسائل صوم ورمضان

: ایڈیٹر کے قلم سے

روزہ حرص ولالچ، شہوانی خواہشات اور جنسی بے راہ روی کو کنٹرول کرنے کا ایک مفید اور مؤثر طریقہ ہے، اسی لئے جو شخص نکاح پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو، اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، بھوک پیاس کی شدت جب آدمی خود برداشت کرتا ہے تو اس کے اندر غرباء، مساکین اور زندگی کی لذتوں اور ضروریات سے محروم لوگوں کا درد وکرب اور احساس جاگتا ہے، بندگان خدا کی ضرورتوں کی تکمیل کی طرف قلب راغب ہوتا ہے، صدقۂ فطر کی ادئیگی سے اس عمل خیر کا آغاز ہوتا ہے، جسے بندہ کو سال کے بقیہ دنوں میں بھی کرتے رہنا ہے۔ تکوینی اور خدائی نظام بھی اس ماہ میں طالبان خیر کے لئے معاون ومددگار ہوتے ہیں، شیاطین کے پابند سلاسل ہوجانے کے بعد شر کی طرف راغب کرنے والے خارجی عوامل سے انسان محفوظ ہوجاتا ہے، فرشتوں کی خیر کی طرف بڑھنے اور شر سے بچنے کی صدا بھی اسی تکوینی نظام کا حصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ رمضان میں لوگ روزہ رکھنے کے ساتھ مسجدوں کو بھر دیتے ہیں، تلاوت قرآن کریم، اوراد واذکار کی کثرت ہوتی ہے، اور اگر دل بالکل مردہ نہیں ہوگیا ہے تو مسلمان پورے ماہ ایک خاص کیف سرور میں رہتا ہے، وہ روزہ کا مزہ لیتا ہے، تراویح میں لذت محسوس کرتا ہے اور بہت ساری ان برائیوں سے اپنے کو بچالیتا ہے جس کا وہ عام دنوں میں عادی ہو چکا ہوتا ہے، البتہ جن لوگوں کے قلوب مردہ ہوچکے ہوتے ہیں، اور نفس امارہ کے شر سے مدافعت کی قوت جس کی ختم ہوچکی ہوتی ہے اور قلوب معصیت کی کثرت سے بالکل سیاہ ہوجاتے ہیں، نیکیوں کا یہ موسم بہار بھی ان پر اثر انداز نہیں ہوپاتا، ایسے لوگ اس ماہ کو بھی لہو ولعب میں گذار دیتے ہیں اور دنیا وآخرت کا خسران مول لیتے ہیں، الامان والحفیظ۔

رمضان المبارک کے روزے کی اثر آفرینی میں ان حدود وقیود اور اصول وضوابط کا بڑا دخل ہے، جو شریعت نے مقرر کئے ہیں، موٹی موٹی باتیں تو اکثر وبیشتر لوگ جانتے ہیں، لیکن ان مسائل کی تعداد بہت ہے جو ہمارے علم میں نہیں ہیں، جب کہ ہمیں انہیں جاننا چاہئے، تاکہ صوم ورمضان کے فوائد سے ہم زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہوسکیں، بعض اوقات مسائل سے عدم واقفیت کی وجہ سے روزے خراب، بلکہ فاسد ہوجاتے ہیں، تراویح کی نماز نہیں ہوپاتی ہے، اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور ہمیں اس کی خبر نہیں ہوپاتی، اسی احساس کی وجہ سے مسائل صوم ورمضان پر علماء وفقہاء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، اور فقہ وفتاویٰ کی کتابوں میں اس کے لئے مستقل ابواب قائم ہیں، رفیق مکرم حاجی محمود عالم کی یہ کتاب ''مسائل صوم ورمضان'' اسی سلسلۃ الذہب کی مضبوط کڑی ہے۔

حاجی محمود عالم صاحب کی نماز، حج اور زکوۃ، بلکہ اس کے متعلقات طہارت اور سجدہ سہو پر کتاب طبع ہوکر مقبول ہوچکی ہے، ارکان اربعہ میں صرف روزہ ہی بچ گیا تھا، اس کتاب کی تالیف سے ارکان اربعہ کی سیریز مکمل ہوگئی، حاجی صاحب نے اس کتاب کی ترتیب میں گہرائی اور گیرائی کے ساتھ جزئیات کے استحصاء کا حسب سابق پورا پورا خیال رکھا ہے، مارکیٹ میں ایسی کتابیں کم دستیاب ہیں، جن میں اس قدر جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہو، انہوں نے تمام جزئیات پر جائز، ناجائز، درست نادرست، مکروہ وغیرہ کے حکم لگانے میں اکابر علماء کی معتبر اور مستند کتابوں سے اخذ واستفادہ کیا ہے اور اس کا حوالہ نہیں حوالے جات ذکر کردیئے ہیں، تاکہ قاری پورے طور پر اطمینان اور اعتماد کے ساتھ کتاب سے استفادہ کرسکے۔

حاجی محمود عالم صاحب کا مزاج داعیانہ ہے، منکرات پر نکیر کرتے وقت ان کا قلم سیف برہنہ ہوجاتا ہے اور اسلوب واعظانہ، مسائل کی کتابوں میں یہ طرز مقبول نہیں ہے، اس کی وجہ سے افراط وتفریط سے اپنے کو بچانا مشکل ہوتا ہے، لیکن بات جب خلوص سے کہی جاتی ہے اور مصلحتوں کی چادر اس پر نہیں ڈالی جاتی تو اس کا اپنا اثر ہوتا ہے، وہ دل سے نکل کر دل کے دروازوں پر دستک دیتی ہے، اس سے اصلاح کے دروازے کھلتے ہیں، کہیں کہیں آپ کو حاجی محمود عالم صاحب کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی ایسا محسوس ہوگا، زخم پر نشتر لگانے میں تکلیف جس قدر بھی ہو، جسم کو صحیح سالم اور کارآمد رکھنے کے لئے جراحی کے اس عمل کی ضرورت ہوتی ہے، کتاب کے اس قسم کے مندرجات کو میں اسی نقطہ نظر سے دیکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس کی افادیت سے انکار نہیں کریں گے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کی افادیت کو عام فرمائے اور مؤلف کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین یارب العالمین

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر بہار

عزیزم احتشام سلمہ نے صبح نو بجے خبر دی کہ مولانا واضح رشید ندوی صاحبؒ اللہ کے دربار حاضر ہو گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ بے اختیار زبان سے نکلا، آگے کچھ کہنے کی گنجائش نہیں تھی، دماغ جیسے ایک نقطہ پر ٹھہر گیا، بحمد اللہ مولانا نے عمر پچاسی کے آس پاس پائی، اس عمر کو بڑھاپے کا اگلا مرحلہ کہنا چاہیئے، اس عمر میں بوڑھا جن مصائب ومشاکل میں گھر جاتا ہے ان سے ہمارے مولانا واضح رشید ندویؒ صاحب دور تھے، کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ارادہ کی زندگی گذار رہے تھے اس عمر میں اعذاری، بیماری، ساتھی بن جاتے ہیں، مگر اللہ کا فضل خاص تھا وہ معذوری اور مجبوری کی زندگی سے دور تھے بس موت کا وقت آچکا تھا، دیکھتے دیکھتے چلے گئے۔ ۱۵/جنوری کی رات کو کھا پی کر ٹھیک ٹھاک بستر پر گئے، تہجد کیلئے جاگے وضو کیا، مصلّٰی کی طرف جانے لگے کہ پیٹ میں تیز درد اٹھا اتنا کہ بستر پر بیٹھ گئے، پھر بے قابو ہو کر لیٹ گئے، ایک طرف درد بڑھتا رہا، دوسری طرف اللہ کی یاد تیز تر ہوتی گئی آدھے گھنٹہ کی کشمکش کے بعد جان دینے والے کو جان دیدی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا کے سفر آخرت کے بعد بھی نہ جانے کیوں یہ احساس ذہن کے پردہ پر ابھرتا رہا ڈوبتا رہا کہ کچھ دنوں اور جی لئے ہوتے۔ پہلے تو چاروں قل پڑھکر ایصال ثواب کیا پھر مونگیر فون کیا تا کہ جامعہ رحمانی میں ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا جائے، وہاں یہ خبر کسی طرف سے پہونچ چکی تھی۔ دیر تک یادوں کی یاد آتی رہی، وہ یاد آیا مولانا سے پہلے پہل کی ملاقات، ندوہ کا مہمان خانہ، حضرت مولانا علی میاںؒ مہمان خانہ کے ہال میں جلوہ افروز، بریف کیس کھلا ہوا، ایک صاحب قلم کاغذ کے ساتھ تیار، خط لکھایا جا رہا تھا، میں ملاقات کر کے نکلا دوسری طرف سے مولانا واضح رشید صاحبؒ برآمد ہوئے، شکل وصورت سے سمجھا کہ یہ حسنی خاندان کے فرد ہیں، سفید وسرخ رنگت، سیاہ داڑھی، اچھی سلی شروانی زیب تن، اٹھائیس تیس کے رہے ہونگے، سلام ومصافحہ کے بعد انہوں نے پوچھا ’’آپ حضرت مونگیریؒ کے پوتے ہیں‘‘، سمجھ گیا کہ ابھی اندر ان تک خبر پہونچی ہے میں نے نیاز مندانہ ’’جی‘‘ کہا ’’محنت سے پڑھیئے‘‘ انہوں نے کہا اور آگے بڑھ گئے، معلوم ہوا کہ یہ مولانا واضح رشید ندوی صاحب ہیں میری طالب علمی کا زمانہ تھا اور یہ پہلی ملاقات تھی، اچٹتی ہوئی۔

پھر مولانا سے دہلی میں ملاقات ہوئی، وہ فراشخانہ میں رہا کرتے تھے میں مسجد فتحپوری کے ایک کمرہ میں ٹھہرا ہوا تھا، اب یہ یاد نہیں کہ شان نزول کیا تھا مگر میں مولانا عمید الزماں صاحب کے ہمراہ ان کے گھر نازل ہوا تھا، پھر دو چار ملاقاتیں اور ہوئیں، سر راہے گاہے گاہے۔ وہ آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ تھے اور کسی معیاری منصب پر فائز تھے شعبہ عربی سے وابستہ تھے، اس زمانہ میں مرکز تبلیغ بستی حضرت نظام الدین اکثر جمعرات کو جایا کرتے تھے، یہ انکے اندر سے مسلمان ہونیکی علامت تھی پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے ارادت وعقیدت بڑھتی رہی اور انکے اندر کا مسلمان ریڈیو کی نوکری کے ساتھ ساتھ اللہ اللہ کرنے لگا اور آہستہ آہستہ ان کا مزاج ذکر واذکار، تسبیح ووظیفہ کا بن گیا، تصوف سے خاص مناسبت ہوگئی، تجربہ کی بات ہے یہ کافر جب منہ کو لگ جاتی ہے تو پھر چھوٹتی نہیں۔ ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ نوکری سے دل اچاٹ ہو گیا، حالانکہ اچھی خاصی تنخواہ تھی، اور ذمہ داری ہلکی پھلکی، لیکن ریڈیو کی ملازمت کو ہمیشہ کیلئے الوداع کہ دیا، اور دہلی کو بھی خیر باد کہہ گئے۔

کچھ دنوں غور فکر میں گذارا ہوگا، پھر علم دین کی خدمت کے جذبہ نے دار العلوم ندوہ میں طلبہ کو پڑھانے، انکو بنانے سنوارنے، انکی تربیت کرنے میں لگ گئے، ہزاروں سے سیکڑوں تنخواہ پر آگئے، یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے، انہیں زبان وادب سے بڑی مناسبت تھی، عمر کا بڑا حصہ عربی اور عالم عرب کو پڑھنے میں گذارا، عربی گویا مادری زبان بن گئی تھی، زبان کے زیر وبم سے واقف، الفاظ کو سجانے اور برتنے سے آگاہ، مترادفات کا بھراپُرا سرمایہ کے مالک تھے، مگر سادگی ایسی کہ یہ سارے ہنر، پیمانہ علم میں چھلکتے نہ تھے بس کبھی کبھار لکھنے اور طلبہ کی کاپیوں پر اصلاح دینے میں برتے جاتے تھے، اسلئے خموشی اور استقامت کے ساتھ طلبۂ دار العلوم ندوہ کی طرح طرح سے تربیت کرتے رہے اور اپنی آخرت سنوارتے رہے۔ طلبہ کے مضامین پر بڑی دلچسپی کے ساتھ اصلاح کیا کرتے تھے۔ ندوہ سے نکلنے والے ’’الرائد‘‘ کے نگراں اور سرپرست تھے، البعث الاسلامی کے شریک مدیر تھے، اور دونوں میں آپکے مضامین آتے رہتے تھے۔ اردو تو مادری زبان تھی اسمیں مضامین لکھتے جو تعمیر حیات نقیب اور راشٹریہ سہارا (روزنامہ) میں چھپتے رہے ہیں۔ عربی زبان وادب میں مہارت کے ساتھ عرب ممالک کی تاریخ، جغرافیہ، عربوں کے فکری رجحانات، سیاسی اتار چڑھاؤ پر گہری نظر تھی، مگر وہ کم لکھتے تھے، بولتے بھی اسی تناسب سے تھے، مگر طلبہ کے سامنے کھل جاتے تھے، یا پھر اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے، سوال پر سوال کیجئے تو وہ کھلتے تھے، ورنہ انکی ردائے علم پر برف کی چادر پڑی رہتی تھی، انکا اندرون بہت ٹھہرا ہوا تھا، نمایاں ہونے اور اپنے آپکو ظاہر کرنے کی کوئی رمق دل میں نہ تھی، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذکر وفکر نے ان کے جی کو نفس مطمئنہ بنا دیا تھا، وہ اظہار کی ہر قسم سے بے نیاز تھے، ورنہ مشاہدہ یہ ہے کہ ہملوگوں کا کبر بانداز تواضع ہوا کرتا ہے، اور ’’اظہار‘‘ کے نت نئے طریقہ اپناتا ہے۔

اتنی باصلاحیت زندگی کے گذر جانے سے دل پر کیا گذری، کیسے کہا جائے، سونچتا ہوں کہ حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی مدظلہ پر کیا گذری ہوگی، وہ نہ صرف حضرت مولانا کے چھوٹے بھائی تھے بلکہ انکے دن رات کے ساتھی، دکھ سکھ کے شریک، بیدار مغز مشیر، اور سرد وگرم کے رفیق تھے قوم وملت کے مسائل پر حضرت مولانا کو ان پر بڑا اعتماد تھا، بڑھاپے میں انسان کو اچھا ساتھی، عمدہ رفیق اور بہتر مشیر کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مولانا بحمد اللہ عمر کے جس مرحلہ میں ہیں اچھے رفیق عمدہ ساتھی اور بالغ نظر مشیر کی ضرورت بھی ان سے پوری ہوتی تھی۔

احساس کا یہ سفر دیر تک جاری رہا جب ٹوٹا، تو خیال آیا کہ جنازہ کی نماز میں شرکت کی جائے، میاں احتشام نے بتایا کہ اندنوں پٹنہ سے لکھنؤ کیلئے صرف ایک فلائٹ ہے وہ بھی رات کے سوا آٹھ بجے، معلوم ہوا کہ جنازہ کی دوسری نماز بعد مغرب رائے بریلی میں ہوگی مگر پہونچنے کی کوئی راہ نہیں تھی نہ براہ راست لکھنؤ اور نہ براہ دہلی، پھر بھی فیصلہ یہی ہوا کہ چلا جائے۔ اور رات کے ساڑھے نو بجے لکھنؤ پہونچا، ایرپورٹ پر امیر خالد خان صاحب (سکریٹری جنرل ملی کانسل یوپی) کے بڑے بھائی ندیم خانصاحب منتظر تھے، انکے ہمراہ یہ چھوٹا سا قافلہ ندوہ پہونچ گیا۔ رات مہمان خانہ میں جاگتے سوتے گذری ۱۷/جنوری کو دن اُٹھتے کچھ لوگ آگئے، قصہ مختصر دن کے ساڑھے گیارہ بجے تکیہ کلاں (رائے بریلی) پہونچے۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب زید مجدھم اور افراد خاندان سے تعزیت کی، تعزیت بھی کیا کیجاتی، حادثہ جانکاہ اور الفاظ کے دامن چھوٹے، بس دو چار جملے حضرت مولانا سے کہے، اور خاموش بیٹھا رہا، پھر مقبرہ شاہ علم اللہ میں فاتحہ پڑھی۔

لانبے عرصہ کے بعد ’’تکیہ‘‘ آنا ہوا، یہ تکیہ حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۳۳ء-۱۰۹۶ھ) کا آباد کیا ہوا ہے، حضرت شاہ صاحب، حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۳ھ) سے بیعت تھے، انہوں نے ہجرت اختیار کی، کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ علم اللہ اپنے مرشد کے ہمراہ جانے کا عزم رکھتے تھے، مگر مرشد نے کہا کہ اگر کوئی اللہ والا روکے تو رک جانا، وہیں دریا کے کنارہ شاہ عبد الشکور مجذوب کی کٹیا تھی، انہوں نے حضرت شاہ علم اللہ کو سفر ہجرت سے روکا، حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کیا اور سفر کا ارادہ ختم کر دیا، وہ شاہِ مجذوبؒ حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب ہی سامنے لے گئے، اور لکیر کھینچ کر بتایا کہ یہاں آپ کی مسجد بنے گی، پھر اس کے پورب گئے اور نشان لگایا اور کہا کہ یہاں آپ کی قبر بنے گی، پھر مسجد کے نشان کے سامنے پورب جانب کچھ فاصلہ پر گئے، لکیر کھینچی اور شاہ مجذوب نے نشان کھینچ کر بتایا کہ یہاں آپ کا مکان بنے گا—— اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ سامنے آئی، کہ شاہ مجذوب کی باتیں بعد میں حقیقت بن گئیں، حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۸۳ھ میں سفر حج سے واپس تشریف لائے، تو اپنے صاحبزادوں کے ہمراہ مسجد کی تعمیر فرمائی، یہ مسجد وہیں بنی جہاں لکیر کھینچی گئی تھی، یہ یادگار مسجد حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید احمد شہیدؒ اور کئی اولیاء اللہ کی عبادتوں کی گواہ ہے۔

یہ مسجد اس زمانہ کے لحاظ سے پختہ تھی، اور عام مسجدوں سے الگ چوکور تھی، حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ تازہ تازہ حج کر کے آئے تھے انہوں نے سونچا کہ کچھ تو خانہ کعبہ سے مشابہت ہونی چاہیئے، اسی ذہن کی وجہ سے مسجد چوکھٹی بنائی، اب اس مسجد کے اتر اور دکھن چھت دار حصہ کا اضافہ ہو گیا ہے، اور صحن بھی پختہ پلاسٹر کر دیا گیا ہے—— ایک دفعہ والد ماجد حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تکیہ پہونچے، جمعہ کا دن تھا، حضرت مولانا علی میاں صاحب موجود تھے، انہوں نے جمعہ کی امامت پر اصرار کیا اور فرمایا کہ امیر شرعی کا حق ہے، کہ وہ امامت کرے اور موجود حاضرین پر اقتدا کی ذمہ داری ہے۔

اس مسجد کے پورب کچھ فاصلہ پر رہائش گاہ بنی جو شاہ عبد الشکور مجذوب کے نشان پر تھی، اس رہائش گاہ میں زمانہ کے لحاظ سے تبدیلی آتی رہی، ابھی یہ عمارت پرانی مگر پختہ ہے، اس مکان میں کئی اللہ والے اور اصحاب علم وکمال نے آنکھیں کھولیں، یہی وہ مکان ہے، جس میں مشہور عالم، اللہ والے اور دین کے لیے جان نچھاور کرنے والے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۱ھ-۱۲۴۶ھ) پیدا ہوئے، جن کا شوق جہاد، دینی حمیت وغیرت اور مستقبل کی فکرمندی اور پلاننگ نہ بھلائی جانیوالی ہے، حضرت سید صاحب، حضرت شاہ علم اللہ کے پوتے مولانا سید محمد نور بن سید محمد ہدیٰؒ کے پوتے ہیں، اسی مکان کا مقدر تھا کہ وہ حضرت مولانا عبد الحئیؒ حسنیؒ اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ روز جمعہ/۵/دسمبر ۱۹۱۳ء ۳۱/دسمبر ۱۹۹۹ء) کا مولد بنے، کئی صاحبان دل کی زندگیاں اس مکان سے وابستہ ہیں، ضروت کے مطابق مکان میں اتر جانب اضافے ہوتے رہے ہیں، اور الحمد للہ چار صدیوں سے یہ جگہ آباد ہے۔

مسجد شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پورب دکھن کونہ پر صحن کی انتہاء کے ساتھ مقبرہ شاہ علم اللہ ہے، مسجد کی زمین سے مقبرہ کی زمین تین فٹ اونچی ہوگی، اب چہار دیواری کے اندر مقبرہ ہے، اور پچھّم جانب اس کا دروازہ ہے، وہ بھی تین فٹ اونچا ہوگا، مقبرہ کے اندر جائیے تو سب سے پہلے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ (علی میاں صاحب) کی قبر ہے، ان کے بعد پورب جانب حضرت شاہ علم اللہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ آیت اللہؒ (۱۱۱۶ھ) کا مزار ہے، ان کی سیدھ میں پورب جانب حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں، اُن کے پہلو میں ان کی اہلیہ محترمہ ہیں، اور ان کے بعد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے صاحب سلسلہ بزرگ شاہ محمد عدل صاحب (شاہ لعل-۱۱۹۳ھ) آرام کر رہے ہیں، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کے سرہانہ مولانا محمد ثانی حسنی (۱۴۰۲ھ) آرام فرما ہیں، ماہنامہ رضوان، لکھنؤ کے ایڈیٹر، آسان اردو نثر لکھنے کے ماہر، مزاج میں یک گونہ بیخودی اور وارفتگی تھی، بہت ڈوب کر کہتے اور احساس دل کو شعر کے قالب میں ڈھال دیتے تھے، ہم لوگوں کے دیکھتے دیکھتے وہ بھی چلے گئے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

ای وی ایم ہیکنگ کا سنسنی خیز دعویٰ

معصوم مراد آبادی

چیف الیکشن کمشنر سنیل اروڑہ نے اُن لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے، جو ای وی ایم ہیکنگ کے حالیہ تنازعہ کے بعد دوبارہ بیلٹ پیپرس کے دور میں داخل ہونے کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ حالیہ تنازعہ کے پس منظر میں چیف الیکشن کمشنر نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہم بیلٹ پیپرس کے دور میں واپس نہیں جا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''ہم سیاسی پارٹیوں سمیت کسی بھی فریق کی نکتہ چینی اور فیڈ بیک کا خیر مقدم کرتے ہیں؛ لیکن ہم ان سب سے ڈرنے، یا پریشان ہونے والے نہیں ہیں''۔

اس طرح ان سبھی لوگوں کو مایوسی ہاتھ لگی ہے، جو ای وی ایم ہیکنگ کے سنسنی خیز دعوؤں کے بعد انتخابی نظام میں کسی بڑی تبدیلی کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ اگر آپ غور سے دیکھیں تو ای وی ایم یعنی الیکٹرانک ووٹنگ مشین ہمارے جمہوری نظام کی سب سے مظلوم کڑی ہے، جو کوئی چناؤ میں کامیابی حاصل کرتا ہے، وہ ای وی ایم کی تعریفوں کے پُل باندھنے لگتا ہے اور جس کسی کو شکست نصیب ہوتی ہے، وہ ای وی ایم میں ہزاروں کیڑے نکالنے لگتا ہے۔ اس معاملے میں کوئی بھی پارٹی دودھ کی دھلی ہوئی نہیں ہے۔ ۲۰۱۴ء کے عام انتخابات کو ای وی ایم ہیکنگ کے ذریعے جیتنے کے الزامات کا سامنا کرنے والی بی جے پی خود ۲۰۰۹ء کے پارلیمانی انتخابات میں اپنی شکست کا ٹھیکرا ای وی ایم کے سر پر پھوڑ چکی ہے۔ اگر واقعی ای وی ایم کے پاس زبان ہوتی تو وہ اس سے اپنی مظلومیت کی ڈھیروں کہانیاں بیان کرتی۔ ای وی ایم پر سب سے بڑا حملہ گزشتہ ہفتے لندن میں ہوا ہے، جہاں ایک ہیکر نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ بی جے پی نے ۲۰۱۴ء کا الیکشن ای وی ایم مشینوں کو ہیک کر کے جیتا تھا۔ امریکہ میں مقیم ایک خود ساختہ ہندوستانی سائبر ایکسپرٹ سید شجاع نے ای وی ایم ہیکنگ سے متعلق جو دعویٰ کیا ہے، اس سے سیاسی اور صحافتی حلقوں میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔ اس سلسلے کی ابتدائی خبریں اتنی سنسنی خیز اور اشتعال انگیز تھیں کہ کئی اخباروں نے ان کی اشاعت سے بھی گریز کیا۔ معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے اگلے ہی روز الیکشن کمیشن نے دہلی پولیس کو سید شجاع کے خلاف افواہیں پھیلانے کے الزام میں ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دے دیا، پولیس نے معاملہ درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے، اتنا ہی نہیں لندن میں اسکائپ کے ذریعے سید شجاع کی پریس کانفرنس کا اہتمام کرنے والی انڈین جرنلسٹ ایسوسی ایشن (یوروپ) نے بھی خود کو اس دعوے سے علیحدہ کر لیا۔ اس بحث سے قطع نظر کہ سید شجاع نے ۲۰۱۴ء کے چناؤ میں ای وی ایم کو بی جے پی کے حق میں ہیک کرنے کی جو بات کہی ہے، وہ کتنی درست ہے، یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ جب سے مرکز میں بی جے پی کی سرکار اقتدار میں آئی ہے، تب سے مسلسل یہ الزامات عائد کئے جاتے رہے ہیں کہ پارٹی نے یہ الیکشن ای وی ایم کی مدد سے جیتا تھا، حالاں کہ اس بات کا دعویٰ کرنے والوں نے ابھی تک کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کیا ہے؛ لیکن یہ بات مسلسل عوام کے درمیان مشتہر کی جاتی رہی ہے اور لوگوں کو اس پر شبہ بھی ہونے لگا تھا؛ لیکن اب سید شجاع کے دعوؤں نے اس شبہ کو یقین میں بدلنا شروع کر دیا ہے۔

حیدر آباد سے تعلق رکھنے والے سید شجاع نے اس سلسلے میں جو دعوے کئے ہیں، وہ بھی اتنے پختہ نہیں ہیں کہ ان پر آنکھ بند کر کے یقین کر لیا جائے؛ لیکن سید شجاع نے ہیکنگ سے متعلق جن سلسلہ واقعات کا تذکرہ کیا ہے، وہ اندیشوں اور شبہات کو ضرور جنم دیتے ہیں۔ شجاع نے لندن میں منعقدہ پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ ای وی ایم ہیک کی جاسکتی ہے اور ہندوستان میں ۲۰۱۴ء کے عام انتخابات کے دوران ای وی ایم ہیک کر کے دھاندلی کی گئی تھی، آپ کو یاد ہوگا کہ ۲۰۱۴ء کے عام انتخابات میں بی جے پی کی کامیابی نے سب کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ بی جے پی نے لوک سبھا کی ۵۴۳/سیٹوں میں سے ۲۸۲/سیٹیں جیت کر اپنی کامیابی کا نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ شجاع کا کہنا ہے کہ وہ ۲۰۱۴ء میں اپنی جان پر منڈلا رہے خطروں کے پیش نظر ہندوستان سے بھاگ کر امریکہ آ گیا تھا، شجاع نے یہ بھی بتایا کہ ''ان کی ٹیم کے کچھ ممبران کو قتل کر دیا گیا تھا اور ان پر بھی حیدر آباد میں گولی چلائی گئی تھی۔ شجاع نے کہا کہ ریلائنس جیو نے فریکونسی سگنل کم کر کے بی جے پی کو ای وی ایم ہیک کرنے میں مدد کی تھی، بی جے پی، راجستھان، چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش میں بھی چناؤ جیتنے کے لئے ای وی ایم ہیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی؛ لیکن ہماری سائبر ایکسپرٹ ٹیم نے ہیکنگ روک دی۔

شجاع کا دعویٰ ہے کہ بی جے پی ایسے ماڈیولر کے ذریعے ای وی ایم ہیک کر رہی تھی، جو ملٹری گریڈ فریکونسی کو ٹرانسمٹ کرتا ہے۔ سید شجاع کے دعوے کا دوسرا سنسنی خیز حصہ وہ ہے، جس میں انہوں نے بی جے پی لیڈر اور مرکزی وزیر گوپی ناتھ منڈے کو قتل کئے جانے کی بات کہی ہے۔ واضح رہے کہ بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے ایک ہفتے بعد ہی منڈے دہلی میں ایک سڑک حادثہ کا شکار ہو گئے تھے، سید شجاع کا دعویٰ ہے کہ منڈے کو اس لئے ہلاک کیا گیا؛ کیوں کہ ان کے پاس ہیکنگ کی جانکاری موجود تھی۔ اتنا ہی نہیں شجاع نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ''منڈے کی موت کی جانچ کر رہے این آئی اے افسر تنزیل احمد کو بھی اسی لئے قتل کیا گیا کہ وہ اس معاملے میں ایف آئی آر درج کرانے والے تھے''۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ تنزیل احمد کو ان کے آبائی وطن بجنور میں شادی کی ایک تقریب میں شرکت کے دوران پراسرار حالات میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اتنا ہی نہیں شجاع نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ''بنگلور کی خاتون صحافی گوری لنکیش کو بھی اسی لئے بہیمانہ طور پر قتل کیا گیا؛ کیوں کہ وہ ای وی ایم ہیکنگ کی صداقت تک پہنچ گئی تھیں اور وہ عنقریب اس پر قلم اٹھانے والی تھیں''۔

بی جے پی نے اس سنسنی خیزی کے لیے کانگریس کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے اور اس کے ثبوت میں یہ کہا ہے کہ کانگریس لیڈر کپل سبل لندن کی پریس کانفرنس کے دوران وہاں موجود تھے؛ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ سید شجاع نے ای وی ایم ہیکنگ کے معاملے میں بی جے پی کے ساتھ کانگریس، سماجوادی پارٹی اور بہوجن سماج پارٹی کو بھی کٹہرے میں کھڑا کیا ہے۔ کپل سبل کا کہنا ہے کہ وہ ذاتی حیثیت سے لندن گئے تھے اور ان کا اس پریس کانفرنس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

حکومت سے عوام کی مایوسی کے اسباب

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

لمبے عرصہ کے بعد بھارت کے عوام نے ۲۰۱۴ء میں اکثریتی حکومت کو منتخب کیا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اتحادی سرکاریں، اپنے ساتھیوں کی ناراضگی کے ڈر سے عوام کی بھلائی اور ملک کے حق میں کوئی سخت قدم نہیں اٹھا پاتیں۔ اس بات کو ۲۰۱۴ء کے الیکشن میں مجبور سرکار کے طور پر مشتہر کیا گیا۔ اس کے جواب میں عوام نے بھاجپا کو اتنی بڑی اکثریت کے ساتھ منتخب کیا جس کی خود بی جے پی کو بھی امید نہیں تھی۔ سیاسی تبصرہ نگاروں کا ماننا تھا کہ ملک نے اب گٹھ بندھن کی سیاست کو نامنظور کر دیا ہے۔ پارلیمانی انتخاب کے بعد ہوئے صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن میں پے در پے بی جے پی کو ملی کامیابی نے اس قول کو اور تقویت پہنچائی۔ لیکن بہار میں مہا گٹھ بندھن نے بھاجپا کا وجے رتھ روک کر پیغام دیا کہ اتحادی سیاست کے ذریعہ ہی مخالف ہواؤں کا رخ موڑا جا سکتا ہے۔ کانگریس نے گجرات میں جگنیش میوانی اور الپیش ٹھاکر کے ساتھ مل کر چناؤ لڑا، تو مودی شاہ کو خود اپنے گھر میں پارٹی کی ساکھ بچانے میں پسینے آ گئے۔ اگر کانگریس نے وہاں این سی پی اور بی ایس پی کے ساتھ اتحاد کیا ہوتا تو نتائج کچھ اور ہوتے۔ وجہ تھی اکثریتی حکومت سے عوام کی مایوسی۔

عام انتخابات کا رسمی اعلان ابھی ہوا نہیں ہے، لیکن دہلی کے اقتدار کے لئے سیاسی جماعتوں نے اپنی بساط بچھانا شروع کر دیا ہے۔ ملک کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش میں قریب ۲۵/برس تک اختلاف کا شکار رہی، بی ایس پی اور سماجوادی پارٹی نے ۳۸۔۳۸ سیٹوں پر چناؤ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اتحاد میں کانگریس شامل نہیں ہے۔ اس بارے میں مایاوتی کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ سماج وادی پارٹی اور بی ایس پی کا کانگریس کے ساتھ مل کر الیکشن لڑنا سود مند نہیں رہا ہے۔ وہ اپنے ووٹوں کو ٹرانسفر نہیں کر پاتی۔ اس کا تجربہ ۲۰۱۷ء میں ہو چکا ہے۔ جب کانگریس نے سماجوادی پارٹی کے ساتھ مل کر چناؤ لڑا تھا۔ سماج وادی پارٹی ۲۱ء۸/فیصد ووٹ لے کر ۴۷/اور کانگریس ۶ء۳ فیصد ووٹوں کے ساتھ ۷/سیٹوں پر سمٹ گئی تھی۔ جبکہ بی ایس پی ۲۲ء۲/فیصد ووٹ لے کر بھی ۱۹/سیٹیں ہی حاصل کر پائی تھی۔ دراصل کانگریس جب ایس پی، بی ایس پی جیسی پارٹیوں کے ساتھ جاتی ہے تو اس کا اپنا ووٹ بنک بی جے پی کی طرف چلا جاتا ہے۔ ایس پی، بی ایس پی سماجی و پسماندہ طبقوں کے سروکار کی سیاست کرتی ہیں جبکہ کانگریس اور بی جے پی ماحول بنا کر الیکشن جیتی ہیں۔ بی جے پی اتر پردیش کو قومی انتخابی لہر کا حصہ بنائے گی، جبکہ بی ایس پی اور سماجوادی پارٹی آنے والے الیکشن کو زمینی اور صوبائی مسائل کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرے گی، اس سے ہندو مسلم ووٹوں کے پولرائزیشن میں بھی کمی آئے گی، کانگریس قومی اپوزیشن پارٹی کے طور پر اس صورتحال کا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

اتر پردیش میں بی ایس پی اور سماجوادی پارٹی کا اتحاد دونوں کے حق میں ہے۔ دونوں کی طاقت ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہونے کے بجائے دونوں کی قوت میں اضافہ کرے گی۔ ۲۰۱۷ء کے اسمبلی الیکشن میں مایاوتی نے دلت مسلم کا جو کارڈ کھیلا تھا، اس میں ناکامی کی وجہ مسلم ووٹوں کا تقسیم ہونا تھا۔ دوسرے دلت 'ہندو ایکا' کے نام پر بھاجپا کے ساتھ چلے گئے تھے؛ لیکن دلتوں کے خلاف کئی ریاستوں میں ہوئے تشدد کے واقعات نے انہیں احساس کرا دیا کہ بی جے پی ان کے لئے فطری پارٹی نہیں ہے، اس کے باوجود اگر مایاوتی دلت ووٹوں کو نہیں روک پاتی ہیں تو ان کی دعویداری کمزور ہو جائے گی، البتہ اکھلیش یادو کے لیے یوگی سرکار کی ناکامیوں اور مایاوتی کے مرکز کی سیاست میں سرگرم ہونے کے چلتے ۲۰۲۲ء کا راستہ صاف ہو جائے گا۔

کلکتہ میں ممتا بنرجی نے عظیم ریلی کر کے اپوزیشن کے اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو بہار کے مہا گٹھ بندھن کے کنبے میں اضافہ ہوا ہے، نتیش کمار کے این ڈی اے سے ناطہ توڑنے کے بعد بھاجپا نے ان کی کمی کو پورا کرنے کے لیے اوپیندر کشواہا کو اپنے ساتھ جوڑا تھا۔ نتیش کمار کی گھر واپسی کے بعد بی جے پی کو کشواہا کی ضرورت نہیں رہی۔ اسی کے بعد انہیں نظر انداز کیا جانے لگا۔ ان کی منہ مانگی چار لوک سبھا کی سیٹیں دینے کو بھی وہ تیار نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مہا گٹھ بندھن کا دامن تھام لیا۔ کبھی سیاست میں نظریات کو اہمیت حاصل تھی۔ لیکن اقتدار کی چاہ اور چمک نے نظریہ کی مطابقت کو دھندلا کر دیا۔ شروع میں موٹے طور پر تین سیاسی وچار دھاریں پائی جاتی تھیں۔ پہلی بیچ کی راہ والی کانگریس، سماج وادی بھی اس کے آس پاس ہی رہے۔ دوسرے بائیں بازو والے اور تیسری رائٹسٹ۔ لیکن اب نظریاتی سیاست گم ہو کر رہ گئی ہے، اگر مرکز میں کانگریس کی حکومت ہوتی ہے تو اقتدار کی چاہ رکھنے والے غیر کانگریس واد کا نعرہ لگا کر گول بند ہوتے ہیں، بی جے پی کے اقتدار میں قابض ہونے پر سیکولرزم کے نام پر گول بندی کی جاتی ہے، پارٹیوں کا اتحاد بھی اسی بنیاد پر ہو رہا ہے، پہلے کے اتحادوں میں لیفٹ کا رول اہم ہوتا تھا، جب کہ اب وہ الگ تھلگ ہے، غیر کانگریس واد کے دور میں مشترکہ متبادل پالیسیوں کی بات کی جاتی تھی؛ لیکن غیر بی جے پی واد کے نام پر محض مودی کی مخالفت کی بات سننے کو مل رہی ہے، ابھی تک اپوزیشن نہ کوئی ایجنڈہ دے سکا ہے، نہ سیٹوں پر کوئی تال میل کی بات ہو رہی ہے اور نہ یہ صاف ہو پا رہا ہے کہ اس اتحاد میں کانگریس کی حیثیت کیا ہوگی، خیر ابھی وقت باقی ہے، شاید ان سوالوں کا جواب مل جائے، آیئے لوٹ کر یو پی کی طرف چلتے ہیں، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دہلی کا راستہ اسی ریاست سے ہو کر گزرتا ہے، یہاں بی ایس پی اور سماجوادی پارٹی کے گٹھ بندھن کی بنیاد دلت، مسلم، یادو اور انتہائی پسماندہ طبقوں کے ووٹوں پر ٹکی ہے، مایاوتی نے ۲۰۱۷ء میں بھی دلت مسلم کا کارڈ کھیلا تھا، ان کا منصوبہ تھا کہ ۲۳/فیصد دلت اور ۱۸/فیصد مسلمان ساتھ آ جائیں تو ۴۱/فیصد ووٹ کے ذریعہ ان کی سرکار کا بننا طے تھا؛ لیکن ہندوا یکتا کے نام پر دلت ووٹ بھاجپا کے ساتھ چلے گئے اور مسلم ووٹ دو حصوں میں بٹ گئے، اتر پردیش میں ۲۴/لوک سبھا کی سیٹیں مسلم اکثریت والی مانی جاتی ہیں، جن میں بریلی، بدایوں، پیلی بھیت، رامپور، سنبھل، امروہہ، میرٹھ، مظفر نگر، سہارنپور، بجنور، مراد آباد، اعظم گڑھ، بہرائچ، گونڈہ، سراوستی، بنارس، ڈمریا گنج اور بل رامپور قابل ذکر ہیں؛ لیکن ایک بھی مسلمان اس ریاست سے پارلیمنٹ میں نمائندگی نہیں کر سکا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

مدھیہ پردیش: گئوکشی کے ملزمین کے خلاف این ایس اے کے تحت کارروائی ''سسٹم'' کے بھگواکرن کی علامت

شمس الرحمٰن علوی

مدھیہ پردیش کے کھنڈوا میں مبینہ گئوکشی کے الزام میں گرفتار تین نوجوانوں کے خلاف این ایس اے(National Security Act)جیسے سخت قانون کے استعمال نے پورے ملک کے لوگوں کو اس معاملے کی طرف متوجہ کیا ہے، نہ صرف یہ کہ ملزمین پر انسداد گئوکشی قانون کے تحت کیس درج کیا گیا بلکہ ان پر این ایس اے کی دفعات بھی لگادی گئیں۔ پولیس نے کہا ہے کہ حساس علاقہ ہونے کی وجہ سے این ایس اے کے تحت معاملہ درج کیا گیا ہے۔ کھنڈوا کے ایس پی سدھارتھ بہوگنا کا کہنا ہے کہ پولیس کو تین دن پہلے اطلاع ملی تھی کہ موگھٹ کے پاس کچھ لوگ گئوکشی میں ملوث ہیں۔ جب پولیس موقع پر پہنچی تو ملزم وہاں سے فرار ہوگئے لیکن ہمیں گئوکشی کے ثبوت ملے۔

خیال رہے کہ شیوراج حکومت میں ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۶ء کے بیچ گئوکشی کے معاملے میں ۲۲رلوگوں کو این ایس اے کے تحت گرفتار کیا گیا تھا، جس میں پارٹی کی اقلیتی اکائی کا ایک کارکن بھی شامل تھا۔

مدھیہ پردیش اور اس کے باہر ہوئے ردعمل سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیاست داں اور سماجی کارکن اس بات پر زیادہ حیران تھے کہ یہ کارروائی کانگریس سرکار کے دور میں ہوئی ہے۔ درحقیقت یہ صرف پارٹیوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک طویل عرصے تک ہندوتوا سیاست کے زیر اثر رہنے والے سسٹم کا ایک نمونہ ہے جہاں ''گائے'' کا ذکر آتے ہی، افسران بے انتہا ''حساس'' اور ''فعال'' ہوجاتے ہیں، ان معاملات میں کانگریس اور بی جے پی میں انیس یا بیس کا فرق ہوسکتا ہے مگر وہ افسران جو بڑے سے بڑے معاملے میں فوری کارروائی کرنے سے اجتناب کرتے ہوں وہ ''گائے''، تبدیلی مذہب یا مشتبہ نعرے بازی کے الزامات پر فوراً بیدار ہوجاتے ہیں؛ جلد از جلد سخت ترین کارروائی ہوجاتی ہے، چاہے جرم کے ثبوت ہوں یا نہ ہوں۔

المیہ یہ ہے کہ بغیر کسی جانچ یا لیب ٹیسٹ کے گوشت کو گائے کا مان لیا جاتا ہے، گویا کہ الزام ہر حال میں صحیح ہوگا! این ایس اے کے تحت ملزم کو سال بھر تک کسٹڈی میں رکھا جاسکتا ہے، ظاہر ہے کہ الزام ثابت ہونے سے پہلے ہی ملزم کو ایک اور سزا دینے کا یہ طریقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پندرہ سال تک بی جے پی کی سرکار رہنے کے بعد، کانگریس بھی سافٹ ہندوتوا کی پالیسی کے تحت حکومت چلا رہی ہے، اور ''سسٹم'' پوری طرح سے اس سلوک کا عادی ہوچکا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف لگائے الزام پر فوری کارروائی اور دائیں بازو کی تنظیموں کے مطالبات پر عمل پیرا ہونے کا ایک رویہ بن چکا ہے۔

شہروں اور قصبوں میں دائیں بازو کی تنظیموں کے رکن مسلسل بوچڑ خانوں کے خلاف صف آرا رہتے ہیں اور اس وجہ سے پولیس کو مسلم قصابوں کے ساتھ پوچھ تاچھ اور چھاپے مارنے میں آسانی ہوتی ہے۔ حتیٰ کسی بھی شکایت پر، بغیر تفتیش کے فوری کارروائی کردی جاتی ہے، جس میں اکثر یہ بھی نہیں دیکھا جاتا کہ گوشت ممنوعہ ہے یا نہیں، اور فارنسک جانچ سے قبل ہی انسان کو محض الزام کی بنیاد پر مجرم بنا کر سزا دے دی جاتی ہے۔

حالیہ معاملے میں ندیم عرف راجو، اس کے بھائی شکیل سمیت تین لوگوں پر یہ کیس درج کیا گیا ہے۔ پولیس کا دعویٰ ہے کہ اس کو مخبر سے گائے کی اسمگلنگ کی خبر ملی تھی اور جب پولیس ٹیم پہنچی تب اس نے دو ملزموں کا پکڑا اور تیسرا شخص اعظم فرار ہوگیا جو بعد میں گرفتار ہوا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہاں جانور کے باقیات بھی ملے۔

اس سے پہلے جب بی پے کی حکومت تھی تب بھی ایسا ہو چکا ہے کئی لوگوں پر ایسی کارروائی ہوئی۔ ایسے ہی ایک واقعے میں گئوکشی کی الزام میں ۹رلوگوں پر این ایس اے کے تحت کارروائی کی گئی تھی، ساتھ ہی انسداد گئوکشی قانون کی دفعات بھی لگائی گئی تھیں۔ ان میں ایک ملزم انور میو کا تعلق بی جے پی کے اقلیتی سیل سے تھا۔ انور کو پارٹی سے نکال دیا گیا تھا۔ یہ واقعہ بھی مدھیہ پردیش کے مالوہ علاقے کے دیواس ضلع کا تھا۔ مالوہ کے زیادہ تر اضلاع حساس مانے جاتے ہیں اور آر ایس ایس کا اثر یہاں زیادہ ہے۔

کانگریس نے صوبائی انتخاب سے قبل ہی اپنا رخ صاف کردیا تھا۔ راہل گاندھی کے مندروں کے دورے تو خیر اسی لیے تھے کہ ان پر اور ان کی پارٹی کی امیج ہندونواز بنے اور بی جے پی یہ نہ کہہ پائے کہ کانگریس ہندو مخالف ہے۔ مگر مدھیہ پردیش میں کمل ناتھ نے ہر پنچایت میں گئوشالا کے قیام جیسے اعلانات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ گئوبھکتی میں کانگریس کسی طرح بی جے پی سے پیچھے نہیں ہے۔

عام مسلمانوں کو یہ امید تھی کہ کانگریس کی سرکار آنے کے بعد گئوبھکتی چاہے جاری رہے کم از کم اسے مظالم اور فرضی معاملات سے تو راحت ملے گی، مگر افسوس یہ بھی نہیں ہوا، گزشتہ مہینے راج گڑھ کے کھجنیر میں ایک معمولی جھگڑے کو دائیں بازو کی تنظیموں نے مذہبی رخ دے دیا۔ اس کے بعد مقامی لوگوں کو بھڑکا کر ایک نہایت ہی اشتعال انگیز مطالبہ کیا گیا کہ مسلمان اب اس علاقے میں داخل نہ ہوں، یہ سب ہونے کے بعد بھی انتظامیہ نے تناؤ کو کم کرنے کی کوئی خاص کوشش نہیں کی۔ اس معاملے میں بھی ایف آئی آر ہوئیں اور مقامی دائیں بازو کی تنظیموں کے دباؤ میں پولیس صاف نظر آئی، حد تو تب ہوئی جب سابق وزیر اعلیٰ شیوراج سنگھ چوہان نے وہاں جاکر ایک ایسی تقریر کی جو ماحول کو پرسکون بنانے کے بجائے ہیجان پیدا کرتی نظر آئی، اب یہی حالات کھنڈوا میں پیدا ہوئے ہیں۔ کھنڈوا ایک حساس علاقہ رہا ہے اور پہلے بھی پولیس کی مبینہ زیادتیوں کے باعث وہاں مقامی لیول پر کمیونیٹیز کے درمیان ایک خلیج پیدا ہوگئی تھی، حالات بہتر ہونے میں سالوں لگ گئے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مناسب کارروائی کے بجائے ایک طرفہ یا انتہاء سخت گیر کارروائی ہوئی ہے جس سے صحیح پیغام نہیں جاتا ہے۔ سرکار بنے دو مہینے بھی نہیں ہوئے مگر آج پورے ملک میں کمل ناتھ حکومت پر شدید تنقید ہو رہی ہے، ابھی وقت ہے کہ سرکار افسر شاہی پر لگام لگائے اور امتیازی یا غلط کارروائی کرنے والے افسروں پر یہ بات واضح کی جائے۔ مارکسوادی کمیونسٹ پارٹی رہنما ڈی راجہ نے اس بارے میں کہا کہ، بی جے پی سے لڑنا الگ بات ہے، لیکن وہ اس طرح کے قدم کو صحیح کیسے ٹھہرا سکتے ہیں؟ راہل گاندھی کو اس بارے میں جواب دینا چاہیے کہ ان کی حکومتیں اپنی ریاستوں میں کیا کر رہی ہیں، ایک بات صاف ہے کہ کھنڈوا میں ہوئے واقعے کے بعد مدھیہ پردیش کے مسلمانوں میں شدید ناراضگی ہے اور اب کانگریس سرکار کے لئے لازم ہے کہ اقلیتوں میں یہ تاثر نہ پیدا ہو کہ ان کے ساتھ دوئم درجے کے شہری کا سلوک ہو رہا ہے۔ اسمبلی الیکشن میں کانگریس کے لیڈران مسلمانوں سے نوے فیصد ووٹ کی توقع کر رہے تھے اب نہیں کم از کم یہ تو ثابت کرنا ہوگا کہ ان کی حکومت اور پہلے کی حکومت میں کوئی فرق ہے۔

خواتین ترقی کے منازل کیسے طے کریں

عائشہ اقبال

ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں جب ہمیں اپنے جذبات اور احساسات کے اظہار کی آزادی حاصل ہو، جب ہم کھل کر یہ اظہار کرسکیں کہ ہم کیا سوچتے ہیں، کیا چاہتے ہیں اور آگے بڑھنے میں کن مشکلات اور مسائل کے شکار ہیں، بہت سی خواتین صرف اس لیے آگے بڑھنے اور ترقی کے امکان سے دور ہوجاتی ہیں کہ ان میں حوصلہ نہیں ہوتا؛ لیکن کیا زندگی کا مقصد صرف انفرادی ترقی اور کامیابی حاصل کرنا ہے؟ بامقصد زندگی کے موضوع پر تعلیم وتربیت فراہم کرنے والے ماہرین کی رائے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا مقصد صرف دولت اور رتبہ حاصل کرنا نہیں؛ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کے امیر ترین افراد اپنی دولت کو فلاحی کاموں کے لیے مخصوص نہ کرتے تو پھر کیا آج جب کہ ہم سب دولت وشہرت کی تلاش میں دن رات مصروف عمل ہیں؛ تاکہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ پرتعش بنا سکیں، کیا ہمارا یہی مقصد ہے؟

خواتین اس پریشانی کا زیادہ شکار ہوتی ہیں کہ آگے بڑھنے کے طریقے کیا ہوں؛ لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زندگی میں ترقی اور کامیابی صرف دولت اور بڑے عہدے تک محدود نہیں، خوش اور مطمئن رہنے کے لیے ترقی کے بجائے دل کا سکون ضروری ہے، جو اپنے دل کی سچی لگن پہچان لینے سے حاصل ہوتا ہے، آیئے جانتے ہیں کہ بامقصد زندگی گذارنے سے متعلق معروف ماہرین اس حوالہ سے خواتین کو کیا مشورہ دیتے ہیں۔

زندگی کو سمجھئے : زندگی سب سے زیادہ پرسکون اس وقت ہوتی ہے، جب ہم صرف منصوبے کے ساتھ نہیں؛ بلکہ دلچسپ حالات وواقعات کے ساتھ اس کے ہر لمحہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں، زندگی ایک ایڈونچر ہے، ہم عمر بھر اسے آرام دہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ اس کی اصل تازگی پل پل بدلتے لمحات میں ہے، ایک بار ہر فکر ترک کرکے دیکھئے، یہ کیسے ہوگا، وہ نہ ہوجائے، یہ کام کرنا ہے، وہ کام نہ رہ جائے، چھوڑیں ان فکروں کو، ہر لمحہ میں محبت ڈھونڈیں، کبھی کبھی لاپرواہی میں بھی دلکش لگتی ہے، ہر لمحے مشکل سے لڑنے کے لیے تیار رہنا ہے، جیسے کسی ڈیوٹی پر ہوں، اپنے اردگرد موجود چیزوں کے بجائے کچھ لمحے صرف خود پر توجہ دیجئے کہ آپ کی خوشی کیا ہے؟ کہیں آپ معمول کے کاموں میں اپنی خوشی کا احساس کرنا بھول تو نہیں گئیں۔ کیا پڑھنا ہے، کون سا شعبہ اختیار کرنا ہے، یہ تو بڑے بڑے فیصلے ہیں، معمولی باتوں میں بھی اس بات پر توجہ دیں کہ آپ کا دل کیا کہہ رہا ہے، اپنا شعبہ تبدیل کرنا چاہتی ہیں، ابھی دیر نہیں ہوئی، کوئی نیا کام کرنا چاہتی ہیں، ضرور کریں، ملازمت ترک کرکے کاروبار کرنا چاہتی ہیں، یہ ممکن ہے، اگر آپ ہمت کریں تو سب کچھ ہوسکتا ہے، آپ کے لیے کوئی رہنما موجود نہیں، آپ دوسروں کی رہنما بن جائیں، ہر مشکل ہر پریشانی آسان ہوجائے گی۔

میرا مقصد: دنیا کے امیر ترین لوگ اپنی دولت فلاحی کاموں کے لیے کیوں مخصوص کردیتے ہیں؟ دراصل وہ جان چکے ہیں کہ دولت کمانا آسان ہے؛ مگر مشکل میں مبتلا انسانی زندگی میں تبدیلی لانا، دنیا سے بیماری اور پریشانی ختم کرنا مشکل ہے؛ اس لیے ان کا مقصد بھی انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی فائدے پر مبنی ہوتا ہے۔

مقصد حاصل کرنے کا راستہ: چلئے مان لیں کہ آپ کا مقصد محدود نہیں؛ لیکن اسے حاصل کرنے کا راستہ کیا ہوگا؟ زندگی میں کسی مقصد کا ہونا آسان ہے؛ لیکن اس مقصد تک پہنچنے کے لیے کام کرنا ہوں گے، کون سا راستہ انتخاب کرنا ہوگا، یہ جاننا آسان نہیں، اس کے لیے وقت اور منصوبہ ضروری ہے۔

اپنے رہنما کو پہچانیں: آپ جو سوچتی ہیں، کیا اس سوچ کے مالک لوگ آپ کے اردگرد موجود ہیں؟ ان سے بات کریں، ہم مزاج افراد پر مشتمل ٹیم منزل پر پہنچنے میں ضرور کامیاب ہوتی ہے، پھر ان کے تجربات بھی آپ کو اپنا راستہ متعین کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

شروعات کیسے ہو؟ ہم اکثر بہترین خیالات پر عمل اس لیے نہیں کرتے کہ اس کے ساتھ آنے والی مشکلات سے خوفزدہ ہوتے ہیں، کام شروع کرنے سے پہلے ٹال مٹول اور گھبراہٹ کو فطری سمجھ کر آگے بڑھ جائیں، دونوں چیزیں ہمت توڑنے اور مقصد کمزور کرنے کا سبب بن سکتی ہیں، جو فیصلہ کرلیا ہے، اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے عمل سب سے ضروری مسئلہ ہے۔

کام سے دلچسپی ہونا ضروری ہے : کوئی بھی کام چھوٹا نہیں، ہم اکثر اپنے کام سے مطمئن نہیں ہوتے، جیسے اس کام کی کوئی اہمیت نہیں اور یہی جذبات ہمیں افسردہ کردیتے ہیں، آپ کی زندگی کا مقصد خوش رہنا ہو، خوش رہنا قدرت کا تحفہ ہے، زندگی ایک انعام ہے، کام پر تعریف ملنا ایک نعمت ہے، ان سب چیزوں کا شکر ادا کیجئے، ان کا جشن منائیں کہ یہ آپ کی زندگی کا حصہ ہیں، زندگی کی خوبصورتی بڑی کامیابی کا انتظار نہیں، ہر لمحہ میں خوشی ڈھوڈ لینے میں ہے، یہ اصول آزما کر دیکھ لیجئے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

مغربی ایران میں زلزلہ کے جھٹکے

ایران کے مغربی صوبہ کرمان شاہ میں جمعہ کو زلزلے کے ہلکے جھٹکے محسوس کئے گئے۔تہران یونیورسٹی کے جیوطبیعیات انسٹی ٹیوٹ کے زلزلہ سینٹر کے مطابق مقامی وقت کے مطابق دو بج کر باون منٹ پر زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔زلزلے کا مرکز قصر شیرین سے ۳۶رکلومیٹر اور کرمانشاہ صوبے کے اوزیگولے شہر سے ۶۶رکلومیٹر دور تھا۔(یواین آئی)

روس کا رومانیہ میں نصب امریکی دفاعی نظام اور لڑاکا ڈرونز تباہ کرنے کا مطالبہ

روس نے جوہری ہتھیاروں کے معاہدے پر عمل درآمد کے لیے شرائط پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ رومانیہ میں نصب اپنا دفاعی نظام اور لڑاکا ڈرونز تباہ کردے۔غیر ملکی خبرایجنسی کے مطابق روسی وزارت دفاع نے کہا ہے کہ امریکہ ایم کے 41 میزائل ڈیفنس سسٹم اور لڑاکا ڈرونز تباہ کردے تو روس جوہری ہتھیاروں کے معاہدے پر عمل درآمد کرے گا۔روسی وزارت دفاع کا کہنا ہے کہ ماسکو میں امریکی سفارت خانے کے ملٹری اتاشی کو طلب کر کے روسی شرائط سے آگاہ کردیا گیا ہے۔(یواین آئی)

افغان صحافیوں کے قتل کے معاملے میں تین مشتبہ ملزمان گرفتار

افغانستان میں دو مقامی صحافیوں کے قتل کے معاملے میں تین مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے،وزارت داخلہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔وزارت کی جانب سے جاری بیان کے مطابق صوبہ تکھار میں ریڈیو ھم سدا کے دو صحافیوں کے قتل کے الزام میں تین مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

سعودی حکام نے خاشق جی کا قتل کیا: کیلمارڈ

غیر معمولی قتلوں کے معاملوں کے اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی ایگنیس کیلمارڈ کے مطابق سعودی عرب کی حکومت کے حکام نے صحافی جمال خاشق جی کے قتل کی منصوبہ بندی کی اور ترکی کی جانب سے اس سلسلے میں کی جانے والی تحقیقات کو کمزور کرنے کام کیا۔مسٹر کیلمارڈ نے جمعرات کو ایک بیان جاری کر یہ معلومات فراہم کی۔کیلمارڈ نے کہا:”ترکی میں میرے مشن کے دوران جمع کئے گئے ثبوتوں میں بادی النظر یہ سامنے آیا ہے کہ مسٹر خاشق جی کا مکمل منصوبہ طریقے سے بے رحمانہ قتل کیا گیا تھا۔“(یواین آئی)

نشیلی اشیا کے تاجروں کے لئے سری لنکا میں موت کی سزا

سری لنکا کے صدر میتری پالا سری سینا نے سال ۲۰۲۰ء تک ملک کو نشہ سے پاک قرار دینے کے تئیں عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دو ماہ کے اندر قصوروار پائے جانے پر نشیلی اشیا کے تاجروں کے لئے موت کی سزا کا التزام کیا جائے گا۔اس سے قبل سری لنکا کے وزیر قانون تھلتھا اتوکورلے نے پارلیامنٹ میں بتایا کہ ان کی وزارت نے صدر سے نشیلی اشیا کے تاجروں کے لئے موت کی سزا کا التزام کرنے کی درخواست کی ہے اور گزشتہ سال اکتوبر میں اور اس سال جنوری کے آخر میں پانچ قصورواروں کے نام صدر کے پاس بھیجے گئے ہیں۔(یواین آئی)

اپریل کے اختتام تک تمام امریکی فوجیوں کی شام سے واپسی متوقع

امریکہ شام سے اپریل کے اواخر تک اپنی تمام فوجیوں کو واپس بلا لے گا۔امریکی بین الاقوامی اخبار روزنامہ وال اسٹریٹ جرنل کی طرف سے جمعرات کو شائع ہونے والے ایک رپورٹ کے مطابق امریکی فوج اپریل کے اختتام تک شام میں تعینات اپنی تمام فوجیوں کو واپس بلانے کی تیاری کررہا ہے،یہ بات امریکہ کے موجودہ اور سابق حکام کے حوالے سے رپورٹ میں کہی گئی ہے۔(یواین آئی)

شہزادی اوبولرتانا تھائی لینڈ کی وزیر اعظم کے عہدے کے لئے نامزد

تھائی لینڈ میں تھائی رکسا چارٹ پارٹی نے جمعہ کو شہزادی اوبولرتانا ماہیڈول کو وزیر اعظم کے عہدے کے امیدوار کے طور پر نامزد کیا ہے۔۶۷رسالہ شہزادی اوبولرتانا آنجہانی شہنشاہ بھومی بول ادلیہ دیج اور موجودہ بادشاہ ماہا وزیرالونگ کورن کی بہن ہے۔تھائی لینڈ کی تاریخ میں ایسا پہلی بار ہورہا ہے جب شاہی خاندان کا کوئی فرد عام انتخابات میں شامل ہورہا ہے۔(یواین آئی/ نیوز ایکسپریس)

لبنان کی ریاالحسن عرب دنیا کی پہلی خاتون وزیر داخلہ بن گئیں

لبنان کی نئی وزیر داخلہ ریاالحسن نے عہدے کا چارج سنبھال لیا ہے جس کے ساتھ ہی انہیں عرب دنیا کی پہلی خاتون وزیر داخلہ بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوگیا ہے۔بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق لبنان کی ۳۰ررکنی نئی کابینہ کے ارکان کو ان کے قلمدان تفویض کردیے گئے،ڈھائی درجن ارکان پر مشتمل کابینہ میں ۴رخواتین بھی شامل ہیں جس میں ریاالحسن کو وزارت داخلہ کی اہم ذمہ داری سونپی گئی ہے،اس سے قبل وہ لبنان کی پہلی وزیر خزانہ بھی رہ چکی ہیں،ریاالحسن ملک کی طاقت ور سیکیورٹی ایجنسیوں کی انچارج بھی ہوں گی۔(نیوز ایکسپریس)

ماسکو کانفرنس میں افغانستان سے غیر ملکی افواج کے مکمل انخلا پر اتفاق

ماسکو کانفرنس کا اعلامیہ جاری کردیا گیا ہے جس میں افغانستان سے غیر ملکی افواج کے مکمل انخلا پر اتفاق کرتے ہوئے یقین دلایا گیا کہ افغان سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں کی جائے گی۔واضح ہو کہ روس کے دارالحکومت ماسکو میں مسئلہ افغانستان پر دو روز تک امن مذاکرات ہوئے جن میں افغانستان کی سیاسی جماعتوں، سابق صدر حامد کرزئی سمیت نمایاں سیاست دانوں اور طالبان کے نمائندوں نے شرکت کی۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار وکیریئر

اقتدار میں آئے تو تین طلاق قانون کو ختم کریں گے: کانگریس

لوک سبھا انتخاب سے پہلے کانگریس نے اعلان کیا ہے کہ اگر وہ اقتدار میں آئے تو تین طلاق پر بنے قانون کو ختم کردیں گے۔دہلی میں پارٹی کے اقلیتی کنونشن کے دوران پارٹی صدر راہل گاندھی کی موجودگی میں سلچر سے رکن پارلیامنٹ اور آل انڈیا مہیلا کانگریس کی صدر سشمتا دیب نے یہ اعلان کیا۔قابل ذکر ہے کہ اقلیتوں کے بیچ پارٹی کی بنیاد مضبوط کرنے کی غرض سے جمعرات کو اس کنونشن کا انعقاد کیا گیا تھا۔غور طلب ہے کہ آل انڈیا مہیلا کانگریس کے ٹوئٹ جس کو سشمتا دیب نے ری ٹوئٹ کیا ہے،اس کے مطابق،مسلم پرسنل لاء بورڈ کی شعبہ خواتین نے اے آئی ایم سی صدر سے ملاقات کی تھی اور اس بات کے لیے ان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ وہ تین طلاق کو جرم کے درجے میں رکھنے کے خلاف ان کی آواز اٹھا رہی ہیں جبکہ بھارتیہ جنتا پارٹی اقتدار کے بنیادی اصولوں کا غلط استعمال کررہی ہے۔وہیں اجلاس میں مہمان خصوصی کے طور پر موجود راہل گاندھی نے مودی حکومت کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا،انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم مودی کا چہرہ غور سے دیکھیں تو آپ کو گھبراہٹ ہوگی،انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم سمجھ چکے ہیں کہ ملک کے لوگوں کو توڑ کر وزیر اعظم نہیں بنا جا سکتا۔

بہار میں وندے ماترم گانے سے انکار کرنے پر مسلم ٹیچر کے ساتھ بدسلوکی

بہار کے کٹیہار ضلع میں وندے ماترم نہیں گانے کو لے کر تنازعہ ہوگیا ہے۔یوم جمہوریہ کے موقع پر وندے ماترم گانے سے انکار کرنے کا ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہونے کے بعد مقامی لوگوں نے اس مسلم ٹیچر پر حملہ کر دیا۔ہندوستان ٹائمس کی رپورٹ کے مطابق کٹیہار ضلع میں واقع ایک پرائمری اسکول کے ٹیچر افضل حسین نے ۲۶رجنوری کو وندے ماترم گانے سے انکار کردیا تھا،اس کے بعد اس معاملے کا ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوا۔اس سے مقامی لوگوں میں افضل کے خلاف غصہ بھڑک اٹھا۔اسکول پہنچ کر انہوں نے ٹیچر کے ساتھ ہاتھا پائی کی اور جم کر ہنگامہ کیا،اس معاملے کا ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہورہا ہے۔

سرکاری محکموں کے خلاف ۲۰۱۸ء میں تقریباً 15.7 لاکھ عوامی شکایتیں ملیں

مرکزی وزیر جتیندر سنگھ نے جمعرات کو راجیہ سبھا میں بتایا کہ گزشتہ سال مرکز کے مختلف محکموں کے خلاف تقریباً 15.7 لاکھ شکایتیں موصول ہوئی ہیں،وزیر نے راجیہ سبھا کو ایک تحریری سوال کے جواب میں یہ جانکاری دی،وزیر موصوف نے کہا کہ ان شکایتوں میں سے 14.98 لاکھ شکایتوں کو نپٹا دیا گیا ہے اور 8.4 لاکھ شکایتیں زیر التوا ہیں۔انہوں نے بتایا کہ 2017 میں 18.66 لاکھ عوامی شکایتیں موصول ہوئی تھیں۔جن میں سے 17.7 لاکھ شکایتوں کو نپٹا دیا گیا ہے۔2017 میں 14.83 لاکھ ایسی شکایتیں سی پی جی آر اے ایم ایس کے توسط سے موصول ہوئی تھیں،ان میں سے 12.62 لاکھ معاملوں کو نپٹا دیا گیا ہے۔سنگھ نے کہا کہ حکومت ہند متعلقہ محکموں اور Department of Administrative Reforms and Public Grievances میں ہر طرح کی شکایتوں کے لیے مستقل میٹنگ کی جاتی ہے۔گزشتہ سال اگست میں مرکزی حکومت نے بتایا تھا کہ سینٹرل انفارمیشن کمیشن (سی آئی سی) میں تقریباً چوبیس ہزار آر ٹی آئی سیکنڈ اپیل اور شکایتیں زیر التوا ہیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں داخلہ کے لیے درخواستیں مطلوب

تعلیمی سال ۲۰۱۹-۲۰۲۰ کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی تحت چلنے والے اسکولوں کے مختلف درجات میں داخلہ کے لیے آن لائن درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔جو کہ ۹رفروری سے درج ذیل تفصیلات کے مطابق دستیاب ہوں گی۔

نمبر شمار	اسکول کا نام	درجہ	درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ	درخواست فیس
۱	مشیر فاطمہ نرسری اسکول	درجہ نرسری	۱۰رمارچ ۲۰۱۹ء	250/-
۲	ایس اے ایچ سینیئر سکینڈری اسکول (سیلف فائنانسڈ)	Prep & I	۱۰رمارچ ۲۰۱۹ء	250/-
۳	جامعہ مڈل اسکول	I& VI	۱۰رمارچ ۲۰۱۹ء	250/-
۴	جامعہ سینیئر سکینڈری اسکول،ایس اے ایچ سینیئر سکینڈری اسکول، جامعہ گرلز سینیئر سکینڈری اسکول	IX & XI	۱۰رمارچ ۲۰۱۹ء	250/-

مذکورہ درجات میں داخلہ کے لیے درخواستیں جامعہ ملیہ اسلامیہ ویب سائٹ www.jmiceo.ac.in پر جمع کی جاسکتی ہیں،آف لائن طریقہ سے درخواستیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

آل انڈیا یوتھ اسکالرشپ انٹرنس اگزامنیشن

کسی بھی منظور شدہ بورڈ سے ۲۰۱۴ء سے اب تک بارہویں کا امتحان پاس کرچکے یا وہ طلبہ جو ۲۰۱۹ء میں بارہویں کا امتحان دینے والے ہیں،اور جنہوں نے حال ہی میں انجینئرنگ یا میڈیکل انٹرنس اگزام دیے ہیں یا اگزام کی تیاری کررہے ہیں،اس اسکالرشپ انٹرنس اگزام میں آن لائن یا آف لائن شامل ہوسکتے ہیں۔یہ امتحان انگریزی اور ہندی دونوں زبانوں میں دیا جاسکتا ہے،اس میں فزکس،کیمسٹری،میتھ اور بایولوجی میں سے ہر سبجکٹ سے تیس تیس سوال پوچھے جائیں گے جو ۹۰رمنٹ میں حل کرنے ہوں گے،درخواست دینے کی آخری تاریخ ۳۱رمارچ ۲۰۱۹ء ہے،مزید معلومات www.b4s.in/DBL/AIY8 سے حاصل کرسکتے ہیں(دینک بھاسکر)

طب و سائنس

گاجر کے طبی فائدے

ڈاکٹر فیاض علیگ

گاجر(Carrot) ساری دنیا میں ایک مقبول عام سبزی ہے جو تقریباً پوری دنیا میں استعمال ہوتی ہے۔گاجر وٹامنز اور پروٹین کی حامل ہوتی ہیں۔ابتداء میں گاجر مرکزی ایشیاء کے پنجاب اور کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں پیدا ہوتی تھی اوراب بطور سبزی ہر جگہ استعمال ہوتی ہے۔

گاجر کا مزاج گرم تر ہوتا ہے۔اس لئے سرد خشک مزاج والوں کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے اس کی جڑ اور پتے عموماً بطور غذا جبکہ بیج بطور دوا استعمال ہوتے ہیں۔جو امراض وٹامن اے کی کمی سے ہوتے ہیں اس میں گاجر کا استعمال انتہائی مفید ہوتا ہے۔اس کے علاوہ گاجر میں سوڈیم، سلفر، کلورین اور معمولی مقدار میں آیوڈین اور کچھ Minearals بھی ملتے ہیں جن کا جلد کی نشو ونما میں اہم رول ہوتا ہے بشرطیکہ انہیں چھیلا یا ابالا نہ جائے۔گاجر کے اندر Alkaline Elements بھی بڑی مقدار میں ملتے ہیں جو خون کی صفائی وتقویت میں مدد دیتے ہیں۔

گاجر کا بیج تیسرے درجے میں گرم خشک ہوتا ہے۔یہ مقوی باہ ہوتا ہے۔رحم کو فضول مواد سے صاف کر کے حیض جاری کرتا ہے لیکن دوران حمل استعمال کرنے سے اسقاط حمل کا خطرہ ہوتا ہے۔استسقاء کو دور کرتا اور گردہ ومثانہ کی پتھری کو توڑتا ہے۔

گاجر معدہ اور جگر کو تقویت دیتی، لطافت پیدا کرتی اور جگر، معدہ اور طحال کے سدے کھولنے کے ساتھ ہی استسقاء میں بھی مفید ہے۔ پیشاب کھل کر لاتی اور مثانہ کی پتھری کو توڑنے میں مدد کرتی ہے۔بلغم نکالنے کے ساتھ ہی کھانسی اور درد سینہ میں مفید ہے۔اس کے کھانے سے پیاس کم لگتی ہے۔اس کا جوس نافع ہے۔جس کے معدہ میں بلغم اور رطوبت کی وجہ سے ضعف ہو، اسے قوت دیتی ہے۔گاجر کا اچار سرکہ کے ساتھ کھانے سے معدہ وجگر کی تقویت کے ساتھ ورم طحال کو تحلیل کرتا ہے۔کچی گاجر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔گاجر کو پیس کر جلے ہوئے مقام پر لیپ کرنے سے سوزش اور جلن کم ہوجاتی ہے۔اس کا عرق نکال کر دو تین بوند کان اور ناک میں ٹپکانے سے چھینکیں آکر درد شقیقہ دور ہو جاتا ہے۔گاجر کا مربی سریع الھضم ہے اور استسقاء میں انتہائی مفید ہے اور اگر اسے شہد میں تیار کیا جائے تو بہترین مقوی باہ ہے اور منی کو گاڑھا کرتی ہے۔گاجر کا مربہ ضعف قلب، خفقان، ضعف بصر، ضعف باہ، عام جسمانی کمزوری میں مستعمل ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کچی گاجر کھانے سے منہ کے اندر موجود تمام جراثیم مر جاتے ہیں۔یہ دانت کی صفائی کے ساتھ تمام غذائی ذرات (جو دانتوں کے رخنوں میں رہ جاتے ہیں) کو صاف کر دیتے ہیں۔اس کے مستقل استعمال سے مسوڑھوں سے خون آنے (Bleeding) اور Tooth Decay کی شکایات دور ہو جاتی ہیں۔

کچی گاجر چبانے سے لعاب دہن کی زیادتی کے ساتھ معدہ میں بنیادی خمیرات (Enzymes)، معدنیات (Minerals) اور وٹامنز کی سپلائی بڑھ جاتی ہے جس سے ہاضمہ میں مدد ملتی ہے۔

چیچک کی صورت میں بچے کو گاجر کا سوپ اور دھنیا ملا کر پلانا چاہیئے۔تقریباً ۱۰۰ گرام گاجر اور ۶۰ گرام Coriender چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر اس کا سوپ بنالیا جائے اور روزآنہ بچے کو پلایا جائے۔

گاجر کے مستقل استعمال سے Gastric Ulcer اور معدہ کی دیگر شکایات نہیں ہوتیں۔گاجر کا جوس بہت سے امراض معدہ و امعاء جیسے درد معدہ(Intestinal Colic)، قولنج، ورم زائدہ اعور، زخم معدہ (Peptic Ulcer) اور بھوک کی کمی وغیرہ کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔اس لئے کہ گاجر جسم کے اندر BalanceAcid Base کو متوازن رکھنے کے لئے سب سے بہترین غذا ہے۔مذکورہ تمام امراض میں گاجر کا جوس مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں دیا جا سکتا ہے۔

گاجر کا جوس اگر پالک کے جوس اور عرق لیموں کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو قبض کے علاج میں انتہائی مفید ہے۔اس لئے کہ گاجر اور پالک دونوں آنتوں (Bowell) کی صفائی میں انتہائی اہم ہیں لیکن مزمن قبض کی صورت میں فوری طور پر اس کا اثر نہیں ہوتا بلکہ مستقل استعمال سے ایک سے دو مہینہ میں ہاضمہ درست ہو کر آنتوں کی صفائی ہونے لگتی ہے اور قبض کی شکایت بالکل دور ہو جاتی ہے۔

بچوں کے پیٹ میں کیڑوں (Intestinal Worms) خصوصا Thread Worms کے لئے گاجر کا جوس انتہائی مفید ہے۔ایک کپ گاجر کا جوس صبح نہار منہ روزآنہ بچے کو پلایا جائے اور اس کے بعد کھانے تک کوئی اور غذا نہ دی جائے تو چند روز میں ہی پیٹ کے کیڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح Ring Worm کی صورت میں بھی گاجر اور پالک کا جوس مفید ہوتا ہے۔

آنکھ کے امراض میں جو عموماً وٹامن اے کی کمی سے ہوتے ہیں ان میں گاجر کا استعمال انتہائی مفید ہوتا ہے۔موتیابند کے علاج میں گاجر انتہائی مفید ہوتا ہے۔موتیابند کے مریض کو روزآنہ زیادہ سے زیادہ کچی گاجر کا استعمال کرنا چاہیئے یا پھر گاجر کا جوس ایک گلاس صبح وشام استعمال کرنا چاہیئے۔

تلیف کبد (Cirrhosis of Liver) کی صورت میں تنہا گاجر کا جوس یا پھر گاجر اور پالک کا جوس یا پھر گاجر، چقندر اور کھیرا (Cucumber) کا جوس مذکورہ مقدار میں ملا کر پلانا مفید ہوتا ہے۔

آشوب چشم کی صورت میں بھی مذکورہ مقدار میں گاجر اور پالک کا جوس ملا کر پلانا مفید ہوتا ہے۔

Hypertension کے مریض کو گاجر اور پالک کا جوس مذکورہ مقدار روزآنہ پلانا مفید ہوتا ہے اور اگر دونوں کو الگ الگ پینا چاہیں تو ایک صبح تو دوسرا شام کو استعمال کیا جائے۔

گاجر کے تخم سن یاس کے امراض (Menopausal Disorders) خصوصاً تناؤ (Tension) میں بہت ہی مفید ہوتا ہے۔چائے کے چمچہ سے ایک چمچہ تخم ایک گلاس گائے کے دودھ میں دس منٹ تک ابال کر روزآنہ پینے سے مذکورہ شکایت دور ہو سکتی ہے۔

نمونیہ میں گاجر اور پالک کا جوس یا پھر گاجر، چقندر اور کھیرا کا جوس ملا کر پلانا مفید ہوتا ہے۔

گاجر کا مزاج چونکہ حار رطب ہوتا ہے اس لئے گرم مزاج والوں کو اس کا استعمال حسب ضرورت اور معتدل مقدار میں کرنا چاہیئے۔مزید برآں یہ ثقیل اور دیر ہضم ہوتا ہے اس لئے بطور غذا ہر شخص کو اپنی قوت ہاضمہ کے مطابق اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔اگر قوت ہاضمہ قوی ہو تو گاجر کو ہمیشہ بغیر چھیلے یا ابالے کچی ہی استعمال کرنا چاہیئے تاکہ اس کے تمام اجزاء کی افادیت کا حصول ممکن ہو سکے۔ہاں! قوت ہاضمہ کمزور ہونے کی صورت میں یا پھر بطور دوا، اس کے تازہ جوس کا استعمال زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے زیر اہتمام آنکھوں میں لینس لگانے کا کام شروع

مارچ تک ڈھائی ہزار مریضوں کا ھدف

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے زیر اہتمام رواں سال کا دوسرا آئی کیمپ ۵رفروری روز منگل سے شروع ہوگیا ہے، جو وقفہ وقفہ سے کئی مرحلوں میں مارچ تک چلے گا، پچیس سو مریضوں کی آنکھوں میں مفت لینس لگانے کا ہدف ہے، ابھی ۲۳۹۷ رمریضوں کا رجسٹریشن ہوا ہے، جس میں سے ۱۴۳۹ رمریضوں کی اسکریننگ کا کام مکمل ہو چکا ہے، جن کی آنکھوں میں لینس مشہور ماہر امراض چشم جناب ڈاکٹر سدھانشو رکمار گیا اور انکی ٹیم کے ذریعہ لگایا جارہا ہے، مریضوں کا رجسٹریشن جاری ہے، بڑی تعداد میں مریض آرہے ہیں ور اپنا نام درج کرارہے ہیں، آپریشن سے پہلے تمام مریضوں کی مفت جانچ کی جاتی ہے، اورانہیں دوائیں چشمہ اور دیگر طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں، ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا عمدہ نظم بھی ہوتا ہے۔گذشتہ منگل کو دن کے گیارہ بجے صدر ایس ڈی او جناب کھگیش جھا نے آپریشن تھیٹر کا افتتاح کیا، پھر آپریشن شروع ہؤا، صدر ایس ڈی او نے تمام سہولیات کا جائزہ لینے کے بعد نظم وانتظام پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ رحمانی فاؤنڈیشن کے ذریعہ تاریخی سماجی خدمت انجام دی جارہی ہے، جس کا اثر پورے ملک پر پڑا ہے، یہاں سے سماج کے ہر طبقہ کو بغیر کسی مذہب کے فرق کے فائدہ پہونچایا جارہا ہے، خاص طور سے آنکھوں میں روشنی دی جارہی ہے، ملک کو ایسے ادارہ کی ضرورت ہے، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی سوچ کا نتیجہ ہے کہ یہ ادارہ ملک اور سماج کو توانائی فراہم کررہا ہے۔اس سے پہلے نومبر میں اس سال کا پہلا آئی کیمپ منعقد ہؤا تھا، جس میں ۴۴۴ر مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا گیا تھا، کیمپ کو مثالی بنانے میں رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی، جامعہ رحمانی کے جنرل سکریٹری جناب الحاج مولانا محمد عارف رحمانی، ہیلتھ کیئر کے اراکین، رحمانی فاؤنڈیشن کے کارکنان اور سماجی خدمت گاروں کی پوری ٹیم تن من دھن سے لگی ہوئی ہے۔

حج کی پہلی قسط جمع کرنے کی تاریخ میں 15 فروری تک توسیع

حج رقم کی پہلی قسط جمع کرنے کی آخر تاریخ ۵رفروری ۲۰۱۹ء سے بڑھا کر ۱۵رفروری ۲۰۱۹ء تک کردی گئی ہے۔حج رقم کی پہلی قسط فی کس -/81000 روپئے حج کمیٹی آف انڈیا کے اکاؤنٹ میں ۱۵رفروری ۲۰۱۹ء سے پہلے جمع کرنا لازمی ہے۔جن عازمین حج نے حج فارم جمع کرتے وقت اپنا میڈیکل سرٹیفکیٹ نہیں جمع کیا ہے وہ اپنا میڈیکل سرٹیفکیٹ اور جمع کی گئی رقم کی پے ان سلپ بہار کے عازمین حج بہار ریاستی حج کمیٹی پٹنہ کے دفتر میں جمع کرادیں۔مقررہ آخری تاریخ تک پہلی قسط کی رقم جمع نہ کرنے کی صورت میں خواہشمند عازمین حج کا رجسٹریشن منسوخ ہوسکتا ہے۔بینک ریفرنس نمبر معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کور نمبر سے پہلے 2019 لگانا ہے اور کور نمبر کے عدد کا پہلا نمبر لکھنا ہے۔مثلاً اگر کسی کا کور نمبر BRF-100-3-0 ہے تو ان کا بینک ریفرنس نمبر 2019BRF100 ہوگا۔کسی بھی دشواری کے لئے ریاستی حج کمیٹی کے دفتر کے فون نمبر 0612-2203315 اور فیکس نمبر 0612-2201665 یا ای میل biharstatehajcommitte@gmail.com پر رابطہ کر سکتے ہیں۔(تاثیر ۶رفروری)

سیاسی رسہ کشی میں ممتا بنرجی نے مودی کو مات دی

مودی جی کی سی بی آئی نے کلکتہ پولس کمشنر کو پوچھ تاچھ کرنے اور حراست میں لینے کا جو منصوبہ بنایا، مودی جی کا یہ منصوبہ بھی کامیاب نہیں ہوا، نریندر مودی کو شاید یہ معلوم نہیں تھا کہ ممتا بنرجی میں اپنے مخالفین سے لڑنے اور مات دینے کا غیر معمولی حوصلہ ہے، مودی جی کے پاس آر ایس ایس کے کیڈرس ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے سہارے وہ ممتا کو مات دیں گے، لیکن جنرل الیکشن سے پہلے سیاسی مڈبھیڑ میں سی بی آئی کی مدد سے مودی ممتا کو زیر کرنا چاہتے تھے وہ زیر نہیں کر سکے، ممتا کی سیاسی جیت ہوئی اور پورے ملک میں ممتا کا چرچا ہونے لگا۔مغربی بنگال میں مودی اور یوگی نے جولہر پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اس کا خاتمہ بھی ایک ہندوستان بچاؤ دھرنا سے ہوگیا، سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد ممتا بنرجی نے اپنا دھرنا ختم کیا اور اس فیصلے کو اپنی اخلاقی فتح قرار دیا۔(تاثیر ۶رفروری)

انتخابات میں دولت اور طاقت پر روک لگنی چاہیے: سابق صدر جمہوریہ ہند

ملک میں 17 ویں لوک سبھا کے انتخابات کی تیاریوں کے درمیان سابق صدر پرنب مکھرجی نے انتخابات میں ووٹروں کو متاثر کرنے کے لئے دھن دولت اور طاقت استعمال کرنے کے رجحان کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا۔لوک سبھا انتخابات سے ٹھیک پہلے شائع کتاب گریٹ مارچ آف ڈیموکریسی، سیون ڈکیڈ آف انڈیاز الیکشن کے دیباچے میں مسٹر مکھرجی نے کہا کہ ملک میں آزادنہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے بہت سے اقدام کئے گئے ہیں، لیکن رائے دہندگان کو متاثر کرنے کے لئے دھن دولت اور طاقت کا بیجا استعمال اب بھی تشویش کا موضوع بنا ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر اس منفی رجحان پر روک نہیں لگائی گئی تو جمہوریت کی روح پر ایک گہرا دھچکا ہوگا۔اس کتاب کی ادارت سابق چیف الیکشن کمشنر شہاب ابن یعقوب قریشی نے کیا ہے۔

بقیــــــــــات

بقیہ: زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے ...... مولانا محمد ثانی حسنیؒ کے پورب مولانا محمد الحسنی صاحب محواستراحت ہیں، وہ عربی زبان وادب کے ماہر، اونچے درجہ کے انشاء پرداز، عرب کے پایہ کے ادیبوں کی طرح عربی لکھتے تھے، رواں دواں زبان، اس پر قرآن وحدیث کے نگینے خوبصورتی سے ٹانک دیتے تھے، ماہنامہ البعث الاسلامی کے رئیس التحریر تھے، نہ جانے کیا ہوا جلد چلے گئے، دادا جان حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی سوانح انہوں نے لکھی ہے——ان کے پورب ڈاکٹر عبدالعلی صاحبؒ (۱۳۸۱ھ) (حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کے بڑے بھائی اور مربی) حضرت شاہ علم اللہ کے ٹھیک سرہانہ آرام فرما ہیں، ان کے پورب سید احمد سعیدؒ ابن شاہ ضیاء النبیؒ (۱۳۷۳ھ) لیٹے ہیں، جو حضرت مولانا علی میاں صاحب ماموں اور خسر تھے اور ان کے بعد بجانب پورب شاہ ضیاء النبی کی صاحبزادی (۱۳۲۳ھ) ہیں، جو حضرت مولانا علی میاں کی خالہ ہیں، خاندان حسنی کی مشہور شخصیت مولانا ابوبکر حسنیؒ کے والد ماجد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب (۱۳۷۷ھ) کی قبر حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کے ٹھیک دکھن میں ہے، ان کے بعد حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کی ہمشیرہ امۃ العزیز صاحبہ آرام فرما ہیں، آپ کے بعد پورب جانب حضرت شاہ علم للہ کے ٹھیک دکھن پائیتی میں حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ والد اور مشہور مصنف حضرت مولانا عبدالحئی حسنیؒ (۱۳۴۱ھ) محواستراحت ہیں، اُن کی اہلیہ خیر النساء بہتر صاحبہ ۱۳۸۱ھ (والدہ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ) کا مرقد ہے، اور ان کے پورب ان کی مشہور عالمہ صاحبزادی، زادسفر اور بچوں کے لیے قصص الانبیاء لکھنے والی جنابہ امۃ اللہ تسنیم صاحب (۱۳۹۵ھ) آرام کررہی ہیں۔ مسجد کے پورب اتر کونہ پر ڈھائی فٹ کی دیوار کے اندر دو قبریں ہیں ایک حضرت شاہ علم اللہ کے صاحبزادہ سید ابو حنیفہؒ کی اور دوسری حضرت سید احمد شہید کے والد ماجد مولانا سید عرفان کی۔

مسجد کے پچھم اتر حصہ میں خاندان حسنی کے بعض دوسرے بزرگ آرام فرما ہیں، جن میں مولانا سید قطب الہدیٰ علمی دنیا کا مشہور نام ہے اور ان کے ہاتھ کا لکھا ترمذی شریف کا نسخہ کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں محفوظ ہے، ان کے والد ماجد مولانا واضح حسنیؒ (۱۲۰۰ھ) تھے، جنہیں سلسلہ قادریہ کی اجازت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل تھی، وہ بھی یہیں آرام فرما ہیں، حضرت سید احمد شہید کے خلیفہ مولانا محمد ظاہر حسنیؒ بھی یہیں محوخواب ہیں، مشہور مورخ اور مصنف مولانا فخر الدین حسنیؒ اور حضرت شاہ ضیاء النبی حسنیؒ بھی اسی قبرستان میں لیٹے ہوئے ہیں، حال کے لوگوں میں مولانا ابوبکر حسنیؒ کی آخری جگہ یہی قبرستان ہے، مسجد کے پچھم دکھن سمت میں مولسری کے سایہ میں حضرت شاہ علم اللہ کے ایک صاحبزادہ حضرت سید محمد جی آرام فرما ہیں، اسی درخت کی چھاؤں تلے حضرت مولانا علی میاں صاحب کے کئی رفقاء اور خدام لیٹے ہوئے ہیں، جن میں مولانا اسحاق جلیس ندوی مدیر تعمیر حیات لکھنؤ (ولادت ۱۹۳۴ء بمقام پونا وفات ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء) مولانا انوار ندوی، مولانا نثار احمد ندوی، بھائی عبدالرزاق صاحب اور مولانا نثار الحق ندوی صاحب ہیں، مولانا نثار الحق ندوی بڑی خوبیوں کے مخلص انسان تھے، بہادر پور، سیوان بہار کے رہنے والے، حضرت مولانا علی میاں صاحب کے کاتب تھے، حضرت مولانا اور ان کا شان خط بہت ملتا تھا، تکیہ پر جو لوگ تعویذ کی فرمائش کرتے ان کی یہ ضرورت وہی پوری کرتے تھے، تکیہ اور خانقاہ کو تعویذ سے چھٹی نہیں ہوتی۔

مسجد کے ٹھیک اتر تھوڑے فاصلہ پر شکستہ چہار دیواری دو ڈھائی فٹ اونچی ہے، جس میں حضرت شاہ علم اللہ کے صاحبزادہ مولانا سید محمد ہدیٰ اور اسی خاندان کے مولانا سید محمد ثانیؒ کی مٹی مٹی سی قبریں ہیں، مولانا عبداللہ حسنی ندوی صاحب کی آخری آرام گاہ یہیں بنی، جو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اونچے درجہ کے استاذ اور تقوی وطہارت میں ممتاز تھے، ان کے پورب مولانا سید محمد واضح رشید ندوی (۱۴۴۰ھ) کے لیے جگہ چنی گئی اور چند گھنٹوں قبل وہ پیوند زمین ہوگئے **رحمھم اللہ علیھم جمیعا وتقبل جھورھم لصالح الاسلام والمسلمین وادخلھم فسیح جنانہ ورزقھم ثمار الجنۃ ونعیمھا آمین**

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ساری قبریں کچی ہیں، بس مٹی کے ڈھیر، نہ لوح تربت نہ پختہ مزار، نہ حاشیہ مزار، نہ گنبد وقبہ سادگی ہی سادگی، خاموشی ہی خاموشی، مٹی کے ڈھیر میں کئی لعل وگہر دفن ہیں۔

بعد از وفات تربت ما در زمیں مجو
در سینہائے مردم عارف مزار ما ست

اب روانگی کا وقت تھا——حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب مدظلہ نے بار بار کھانے کے لیے کہا، مگر خواہش بالکل نہ تھی، دوپہر ہی میں تھکے قدموں، شکستہ دل اور بوجھل دماغ کے ساتھ کار پر آبیٹھا، دیر ہوچکی تھی، اب چودھری چرن سنگھ ایرپورٹ لکھنؤ پہونچنا تھا، روانہ ہوگیا، منزل آئی، تو معلوم ہوا کہ جہاز ڈھائی گھنٹہ تاخیر سے آرہا ہے، وقت کا اچھا مصرف تھا کہ مولانا واضح رشید ندوی پر کچھ لکھدیا جائے، اور ایرپورٹ کی ہماہمی کے درمیان یہ سطریں پوری ہورہی ہیں۔

بقیہ ای وی ایم ہیکنگ کا سنسنی خیز دعویٰ .... ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس پریس کانفرنس میں الیکشن کمیشن اور سیاسی پارٹیوں کو مدعو کیا گیا تھا؛ لیکن اس میں صرف کپل سبل ہی شریک ہوئے۔ سید شجاع نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ای وی ایم بنانے والی سرکاری کمپنی ای سی آئی ایل میں ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۴ء تک کام کیا اور ای سی آئی ایل نے ان کی ٹیم کو ای وی ایم ہیکنگ کے شبہ کی جانچ کرنے کا ذمہ سونپا تھا؛ لیکن ای سی آئی ایل نے کہا ہے کہ شجاع نے ان کی کمپنی میں کام نہیں کیا اور ان کا دعویٰ غلط ہے۔ ادھر الیکشن کمیشن اپنے اس دعوے پر قائم ہے کہ ہندوستان میں ای وی ایم کو ہیک نہیں کیا جاسکتا؛ چونکہ ای سی آئی ایل نے بڑی نگہداشت کے ساتھ ای وی ایم بنائی ہے؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ الیکشن کمیشن کے تمام تر دعوؤں کے باوجود مختلف اوقات میں ای وی ایم میں گڑبڑ کی شکایتیں موصول ہوتی رہی ہیں۔ بعض مقامات پر ایسی ای وی ایم مشینیں بھی پکڑی گئی ہیں، جن میں کوئی بھی بٹن دبانے پر ووٹ ایک مخصوص پارٹی کے کھاتے میں جاتا ہوا نظر آیا ہے۔ ان ہی بنیادوں پر الیکشن میں ای وی ایم کا استعمال روک کر دوبارہ بیلٹ پیپر استعمال کرنے کی وکالت کی جاتی رہی ہے۔ ہر الیکشن میں ای وی ایم کی کارکردگی پر سوال کھڑے ہوئے ہیں؛ لیکن حکمراں جماعت نے ہمیشہ ای وی ایم کے دفاع میں کھڑا ہونا پسند کیا ہے، کانگریس کا کہنا ہے کہ ''ای وی ایم کو فول پروف بنائے جانے کی ضرورت ہے، جو ملک پہلے اس کا استعمال کرتے تھے، انہوں نے بھی اسے ترک کردیا ہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ہندوستان سمیت صرف تین چار ممالک ہی ای وی ایم استعمال کررہے ہیں، باقی تمام جگہوں پر بیلٹ پیپر ہی استعمال ہورہا ہے۔ سید شجاع کے دعوے کا تیسرا سنسنی خیز حصہ وہ ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہندوستان میں ان کی ٹیم کے گیارہ ممبران کو کشن باغ حیدرآباد کے فسادات میں قتل کیا گیا اور وہ خود زخمی حالت میں امریکہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے؛ لیکن حیدرآباد کی سائبر آباد پولیس کے افسران نے کشن باغ کے فساد میں ان ہلاکتوں سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ۱۴؍مئی ۲۰۱۴ء کو پولیس فائرنگ میں صرف تین لوگوں کی ہلاکتیں ہوئی تھیں، بی جے پی نے سید شجاع کے تمام دعوؤں کو بکواس قرار دیتے ہوئے اسے کانگریس کی خرافات سے تعبیر کیا ہے، بی جے پی لیڈر اور مرکزی وزیر روی شنکر پرساد کا کہنا ہے کہ راہل گاندھی الیکشن ہارنے کے ڈر سے یہ خرافات کروار ہے ہیں جبکہ کانگریسی لیڈر کپل سبل کا کہنا ہے کہ سید شجاع نام کے اس ہیکر کے مبینہ دعوؤں کی تحقیقات ہونی چاہیے؛ کیوں کہ یہ معاملہ جمہوریت کی معتبریت سے تعلق رکھتا ہے۔

بقیہ حکومت سے عوام کی مایوسی کے اسباب .... بہار میں بھی مہا گٹھ بندھن یادو، مسلم اور پسماندہ ذاتوں پر ٹکا ہے، مسلمان تین طلاق، رام مندر، گائے کے تحفظ کے نام پر تشدد کے چلتے بی جے پی کے ساتھ نہیں جائیں گے، اس بات سے سبھی سیاسی جماعتیں واقف ہیں۔ یوپی میں بی ایس پی اور سماجوادی نے آپس میں الجھنے کے بجائے آدھی آدھی سیٹوں پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سیاسی پنڈتوں کا قیاس ہے کہ اس اتحاد کی وجہ سے ۱۶؍مسلمان کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سیاست کی شطرنج پر مہرے کس طرح بٹھائے جاتے ہیں، البتہ ایس پی، بی ایس پی سے ٹکٹ نہ پانے والے بی جے پی اور کانگریس کا رخ کرسکتے ہیں، دونوں ہی پارٹیوں کے لئے اپنے باغیوں پر قابو پانا بڑا چیلنج ہوگا۔ ساتھ ہی کچھ مسلم ووٹ کانگریس کو بھی مل سکتے ہیں۔ کانگریس کے الگ چناؤ لڑنے سے کئی سیٹوں پر تکونہ مقابلہ ہونے کا امکان ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں مسلمانوں کی بنیاد پر فیصلہ تو لے رہی ہیں؛ لیکن ان فیصلوں میں مسلمان شامل نہیں ہیں۔ اتحادی سیاست میں دو تین سیٹیں جیتنے والوں کو بلاکر بات کی جارہی ہے لیکن مسلمان جو پورے ملک میں ساٹھ سیٹیں بغیر کسی کی مدد کے جیتنے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں پونچھ رہا۔ اس کی وجہ ہے ان کے بیچ سیاسی سمجھ اور تنظیم کی کمی۔ وقت آگیا ہے جب مسلمانوں کو انصاف کی بنیاد پر خوف اور ڈر کے خلاف متبادل سیاست کے نظریہ کو فروغ دینا ہوگا۔ فیصلہ ذی ہوش مسلمانوں کو ریاستی سطح پر لینا چاہیے کہ اس کام کو سیاسی جماعت بناکر کیا جائے یا پریشر گروپ کی شکل میں، جو بھی ہو اس میں تمام محروم طبقات کو شامل کرنا چاہئے انہیں انصاف اور ان کا حق دلانے کے لئے۔ اگر کوئی جماعت مسلم، دلت، پسماندہ اور قبائلیوں کی آواز بنتی ہے تو اس سے نئی طرح کی سیاست کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس کی آج ملک کو ضرورت ہے۔

محفل میں کہاں بیٹھنا بہتر ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا محفل میں کہاں بیٹھنا بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جب تجھے دعوت دی جائے تو یاد رکھ، سب سے اونچی جگہ نہ جا بیٹھنا، تاکہ اگر میزبان کا تجھ سے بڑا دوست آجائے تو میزبان تجھ سے یہ نہ کہے کہ ''اٹھ اور نیچے جا بیٹھ'' ایسا تیرے لیے باعث شرمندگی ہوگا۔ اس لیے سب سے حقیر جگہ بیٹھ، تاکہ جس نے تجھے دعوت دی ہے وہ آکر کہے: ''اٹھ دوست! اور یہاں اوپر آکر بیٹھ'' اس طرح تیری بڑی عزت ہوگی، یاد رکھ جو خود کو بلند کرتا ہے پست کیا جائے گا، اور جو خود کو پست کرتا ہے، بلند کیا جائے گا۔''

اعــــلان مفقــود الخبــــری

● معاملہ نمبر ۱۵۲/۹؍۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھاگلپور) بی بی شہادیہ پروین بنت محمد مبارک انصاری مقام نرائن پور پرپنتی ڈاکخانہ نرائن پور تھانہ التی پور باراہاٹ ضلع بھاگلپور۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد سلیم۔ ولد محمد فتح دین خان مقام ملانگن ڈاکخانہ سان تلائی ضلع بلاسپور ہماچل پردیش۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور میں نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۳؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۶۱/۲۵/۲۳۵۲۵؍۴۰ھ رخسار پروین بنت خورشید انصاری مقام لال میاں کی درگاہ منیر کالونی پھلواری شریف پٹنہ۔ فریق اول۔ بنام۔ عمر فاروق ولد حاجی محمد عالم مقام اکبرپور ڈاکخانہ رجہت ضلع نوادہ۔ فریق ثانی۔ معاملہ ہذا میں فریق اول رخسار پروین بنت خورشید انصاری ساکن لال میاں کی درگاہ منیر کالونی ڈاکخانہ پھلواری شریف پٹنہ نے مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں آپ فریق دوم عمر فاروق کے خلاف چھ ماہ سے نان ونفقہ ادانہ کرنے اور غائب ولاپتہ ہونے نیز سخت زدوکوب کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۳؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۲۰۱۹ء روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

دربھنگہ و مدھوبنی میں امارت شرعیہ کا دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس بحسن و خوبی اختتام پذیر

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دربھنگہ

شہر دربھنگہ کے قدیم ادارہ مدرسہ امدادیہ لہیر یا سرائے دربھنگہ میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام نقباء نائبین نقباء، ارکان شوریٰ و عاملہ امارت شرعیہ، ارباب حل وعقد، علماء کرام، اساتذہ مدارس، ائمہ مساجد، دانشوران اور سماجی وملی خدمت گاروں کا دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں مورخہ ۴۔۵ فروری ۲۰۱۹ء روز سوموار و منگل منعقد ہوا۔ اجلاس چار سیشنوں میں ہوا، پہلا سیشن ۴؍فروری ۲۰۱۹ء کو صبح دس بجے سے ۲؍بجے دن تک، دوسرا سیشن اسی دن بعد نماز مغرب، تیسرا سیشن ۵؍فروری ۲۰۱۹ء کو صبح دس بجے سے ۲؍بجے تک جبکہ چوتھا و آخری سیشن اجلاس عام کی شکل میں مورخہ ۵؍فروری کو بعد نماز مغرب تا شب ساڑھے دس بجے منعقد ہوا۔ اجلاس کے چاروں سیشن انتہائی کامیاب اور بامقصد رہے اور ہر سیشن میں ہزاروں کا مجمع رہا۔ چاروں سیشن میں اجلاس کی نظامت کے فرائض راقم الحروف (مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ) نے انجام دیے۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ رہی کہ اجلاس میں شریک دربھنگہ کے مختلف بلاکوں کے نمائندوں کو اپنے مسائل، شکایات اور مشورے پیش کرنے کا موقع دیا گیا، شرکاء نے بھی کھل کر اپنے اپنے مسائل حضرت امیر شریعت کے سامنے پیش کیے، زیادہ تر لوگوں نے مکاتب کے قیام، مدارس کے تعلیمی نظام، نئی نسل کی تربیت، مساجد کے انتظام وانصرام دینی وعصری تعلیم کی ضرورت، مکاتب کے اساتذہ کی تنخواہ کا مسئلہ، قبرستان کی گھیرا بندی، نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کی بے راہ روی، غیر مسلم لڑکوں اور لڑکیوں سے اختلاط کی وجہ سے ارتداد کی طرف اٹھتے ہوئے قدم اور اصلاح معاشرہ سے متعلق مسائل پیش کیے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ قوم وملت کی جس قدر خدمت امارت شرعیہ کے ذریعہ ممکن ہے، الحمد للہ امارت شرعیہ اس خدمت کو بہتر طریقہ سے انجام دے رہی ہے، امارت شرعیہ کی کوشش ہے کہ تینوں صوبوں میں اپنے متعلقین سے رابطہ کو مضبوط کرے اور کاموں کو مزید مضبوط کیا جائے، اس لیے امارت شرعیہ نے مختلف مراحل میں مختلف اضلاع میں نقباء، نائبین نقباء، علماء کرام، ائمہ مساجد، اساتذہ وذمہ داران مدارس، دانشوران اور سماجی کارکنان کے لیے خصوصی تربیتی اجلاس کا یہ سلسلہ شروع کیا ہے، مغربی ومشرقی چمپارن میں یہ اجلاس ہو چکا ہے اور اب دربھنگہ میں ۴؍اور ۵؍فروری کو یہ اجلاس ہو رہا ہے، اس اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ امارت شرعیہ سے محبت رکھنے والے اور قوم وملت کا درد رکھنے والے افراد اپنے دل کی بات رکھیں، اپنے علاقہ کے مسائل پیش کریں اور امارت شرعیہ حسب گنجائش اس کا حل کرے، آپ نے اپنے خطاب میں شرکاء کے ذریعہ پیش کردہ اہم مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ان کا حل بتایا اور امید دلائی کہ امارت شرعیہ سے جو توقعات لوگوں نے وابستہ کی ہیں ان شاء اللہ حسب گنجائش ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم سب لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کی اصلاح اور ان کی تعلیم وتربیت کی فکر کریں اور انفرادی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جس طرح محنت کرتے ہیں، اسی طرح اجتماعی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی محنت کریں، ہماری ساری خواہشیں اور امیدیں تو پوری نہیں ہو سکتی ہیں، لیکن وسائل جہاں تک اجازت دیں گے آپ کے مطالبات کو پورا کیا جائے گا، آپ نے کہا کہ اس اجلاس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم خود کی تلاش کریں اور اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں کہ ہم سب مل کر کیا کیا کام انجام دے سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جو مسائل لوگوں نے بتائے ہیں ان میں آپسی جھگڑے اور اختلاف، نکاح میں لین دین اور لڑکیوں کی تعلیم کے مسائل بہت اہم ہیں، لیکن یہ سب مسائل اگر ہم اپنی طاقت کو متحد کر کے حل کرنے کی کوشش کریں گے تو حل ہو جائیں گے۔ انہوں نے تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اپنے بچوں اور بچیوں کو دین کی تعلیم ضرور دیجئے اور ہر ایک آدمی اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے کی خود فکر کرے، تبھی ہماری آنے والی نسلیں دین سے آشنا ہو پائیں گی۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے بھی شرکاء مجلس کے ذریعہ پیش کردہ مختلف مسائل کے سلسلہ میں گفتگو کی، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ اگر صرف ہم ہر مسئلہ کے حل کے لیے، مکاتب ومدارس کے قیام، اماموں کی تنخواہوں کے لیے امارت شرعیہ کے بھروسہ رہیں گے تو اس میں ایک بڑا وقت لگے گا، کیوں کہ امارت شرعیہ کے وسائل محدود ہیں، اس لیے ہر علاقہ کے اہل ثروت جو قوم وملت کا درد رکھتے ہیں انہیں اس معاملہ میں پہل کرنی چاہیے اور اپنے علاقہ کی قومی، ملی، دینی وسماجی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکر کرنی چاہیے، ان شاء اللہ امارت شرعیہ بھی حتی الوسع تعاون کرے گی۔ نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے خطاب میں نقباء اور نائبین نقباء کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی، اس کے علاوہ انہوں نے ائمہ کرام کی ذمہ داریوں اور مساجد کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے اپنے خطاب میں امارت شرعیہ کے ذریعہ مختلف شعبوں میں کیے جا رہے قومی، ملی، اصلاحی وفلاحی کاموں کی تفصیل بیان کی۔ مختلف سیشنوں کے اپنے خطابات میں انہوں نے تعلیم، اتحاد اور یکجہتی جیسے موضوع پر بھی بیان کیا۔ دار العلوم دیوبند وقف کے استاذ حدیث مولانا محمد شمشاد رحمانی نے اپنے خطابات میں نقباء کی ذمہ داریوں، دینی واخلاقی تربیت، اتحاد ویکجہتی، مسلکی اختلافات سے اجتناب، تعاون باہمی وغیرہ جیسے موضوعات پر تفصیلی گفتگو کی۔ ان حضرات کے علاوہ مولانا نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا، مولانا محمد قاسم مظفر پوری قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی، مولانا محمد عرفان سلفی مدنی استاذ مدرسہ احمدیہ سلفیہ، مولانا قاری شبیر احمد قاسمی مہتمم مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواڑہ نے بھی موجودہ حالات کے تناظر میں اہم موضوعات پر خطاب کیا، اس موقعہ سے دربھنگہ کے سبھی بلاکوں کے لیے صدر اور سکریٹری کا انتخاب بھی کیا گیا۔ اجلاس کے کنوینر مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت مہدولی، استقبالیہ کے صدر جناب عبد المالک خان ایڈووکیٹ، سکریٹری ممتاز عالم ایڈووکیٹ، سید جاوید اقبال نائب صدر استقبالیہ، شرف عالم عرف تمنے نائب سکریٹری استقبالیہ، مولانا کلیم اللہ رحمانی نائب سکریٹری استقبالیہ، مولانا دبیر احمد قاسمی نائب سکریٹری استقبالیہ، مولانا اعجاز صاحب سابق چیرمین مدرسہ بورڈ کے ساتھ ساتھ استقبالیہ کے تمام اراکین وذمہ داروں ان کے علاوہ مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ، مولانا شعیب عالم قاسمی، مولانا محی الدین رحمانی، مولانا عبد القادر رحمانی نے اجلاس کو کامیاب وبامقصد بنانے میں اپنا بھرپور تعاون دیا۔

مدھوبنی

مدھوبنی ضلع کے مرکزی ادارہ مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر، بھوارہ کے وسیع وعریض احاطہ میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مدھوبنی ضلع کے تمام بلاکوں سے تشریف لائے ہوئے نقباء امارت شرعیہ، نائبین نقباء، علماء کرام، ائمہ مساجد، اساتذہ وذمہ داران مدارس، ارباب حل وعقد امارت شرعیہ ارکان عاملہ وشوریٰ امارت شرعیہ، دانشوران وسماجی کارکنان کا دو روزہ خصوصی تربیتی اجلاس امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر وجنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی صدارت میں ۶؍تا ۷؍فروری ۲۰۱۹ء منعقد ہوا۔ واضح ہو کہ امارت شرعیہ نے بہار کے تمام اضلاع میں نقباء ونائبین نقباء، علماء کرام، ائمہ مساجد، دانشوران، سماجی خدمت گاروں، تعلیمی اداروں کے اساتذہ وذمہ داروں اور خواص کو جوڑنے، ان کے مسائل سننے اور ان کے حل کی کوشش کرنے اور امارت شرعیہ کے رابطہ کو گاؤں گاؤں سے مضبوط کرنے کے مقصد سے خصوصی تربیتی اجلاس کا سلسلہ شروع کیا ہے، امارت شرعیہ کی تاریخ میں اس نوعیت کے خصوصی اجلاس منعقد کرنے کی پہلی بار کامیاب کوشش کی ہے، جس کے دور رس اور دیرپا نتائج مرتب ہونے کی امید کی جا رہی ہے، جن اضلاع میں اب تک پروگرام منعقد ہوئے ہیں وہاں لوگوں نے بہت ہی زیادہ جوش وخروش کا مظاہرہ کیا ہے اور ہر سیشن میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام ومختلف علاقوں کے نمائندہ ومعززین کی شرکت ہو رہی ہے، مدھوبنی ضلع کے نقباء وخواص کا خصوصی تربیتی اجلاس چار سیشنوں م کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا، ۷؍فروری روز جمعرات کو بعد نماز مغرب اجلاس عام کے ساتھ اس خصوصی اجلاس کا اختتام ہوا۔ اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے لوگوں کو پیغام دیا کہ مسلمانوں کے اوپر جو حالات آرہے ہیں اس کو بدلنا چاہتے ہیں تو زمانہ کے تیور کو پہچانئے اور اس کے مطابق اپنے حالات کو بدلنے کی فکر کیجئے، جب تک ہم خود اپنے حالات بدلنا نہیں چاہیں گے اللہ تعالیٰ ہمارے حالات نہیں بدلیں گے۔ آپ نے کہا کہ اگر مسلمان اپنی اجتماعی وقومی قوت کو دوبارہ بحال کرنا چاہتے ہیں تو محنت، جہد مسلسل، تواضع، اجتماعیت اور تنظیمی مزاج کے ساتھ کوشش جاری رکھئے اور وقت کا انتظار کیجئے ساتھ ہی اپنے اندر اللہ کا خوف اور فکر آخرت پیدا کیجئے، ان شاء اللہ کی نصرت حاصل ہوگی اور بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جن اسباب ووجوہات سے مسائل اور الجھنیں ملت کے اندر پیدا ہو رہی ہیں، ان میں سب سے بڑا سبب انا اور اکڑ ہے جس کو مونچھ کا مسئلہ کہا جاتا ہے، اسی انا کے سبب اختلافات ہوتے ہیں اور امت کا بڑا سرمایہ اور قیمتی وقت آپسی جھگڑوں اور اختلافات میں برباد ہوتا ہے اور جس سرمایہ کو قوم وملت کی ترقی، اجتماعی قوت کو بحال کرنے اور تعمیری کاموں میں لگایا جا سکتا تھا وہ تخریبی اور بے فائدہ کاموں میں ضائع ہو رہا ہے۔ اسی لیے اگر امت کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو اپنی انا کو ختم کیجئے، تواضع اختیار کیجئے اور اپنے اندر تنظیمی مزاج پیدا کیجئے۔ آپ نے علماء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ علماء کا امت پر بڑا احسان ہے، تھوڑے سرمایے اور امت کی تھوڑی مدد سے اپنی خداداد تنظیمی صلاحیتوں کی بنیاد پر علماء کرام امت کی بہتری اور انہیں دین اور علم دین سے آشنا کرنے اور ان کی نسلوں کو سنوارنے کا کام کر رہے ہیں، اس لیے علماء کی خدمات کا اعتراف اور ان کے کاموں کا احترام ہونا چاہئے، ان کا تعاون کرنا چاہئے نہ کہ ان کو بے جا تنقیدوں کا نشانہ بنانا چاہئے۔ اسی کے ساتھ اس بات کا خیال بھی رہے کہ جس کو آپ نے اپنا قائد تسلیم کیا ہے ان کی بات مانئے اور اپنے قائد کی ہدایات سے انحراف نہ کیجئے، آپ اپنی انفرادی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جیسے محنت کرتے ہیں اور اپنے سرمایہ کو خرچ کرتے ہیں اسی طرح اجتماعی وقومی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بھی اسی طرح محنت کریں اور اپنا سرمایہ خرچ کریں۔ امارت شرعیہ کے ناظم حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے شرکاء اجلاس کے ذریعہ پیش کردہ مسائل، شکایات اور ضروریات کو اپنے خطاب کا موضوع بنایا۔ انہوں نے ہر گاؤں میں اردو اخبار اور اردو رسائل منگوانے اور مطالعہ کی عادت ڈالنے کی ضرورت پر زور دیا۔ دار العلوم دیوبند وقف کے استاذ حدیث مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے اپنے خطاب میں تنظیم کی اہمیت وضرورت اور اتحاد واجتماعیت کی ضرورت پر زور دیا۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے نقباء کی ذمہ داریوں اور امارت شرعیہ کی جانب سے ان کو دی گئی ہدایات کو تفصیل سے بیان کیا۔ انہوں نے مسجد کے نظام کو مضبوط کرنے، مسجد کو آباد کرنے، شادی بیاہ میں غیر شرعی رسوم، لین دین، گانے بجانے، جہیز تلک اور دیگر فضول خرچیوں سے اجتناب کرنے کی بھی تلقین کی۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے خطاب کے دوران امارت شرعیہ کی تاریخ اور امارت شرعیہ کے قیام کے پس منظر کو تفصیل سے بیان کیا، انہوں نے تمام امراء شریعت کا مختصر تعارف بھی اپنے خطاب کے دوران کرایا، اور دینی وعصری تعلیم کے میدانوں میں امارت شرعیہ کی حصولیابیوں کو تفصیل سے بیان کیا، دار القضاء کی اہمیت وضرورت، اس کے ذریعہ انجام پارہی خدمات، دار الافتاء، اسپتال وفاق المدارس الاسلامیہ، تحفظ مسلمین اور بیت المال کے ذریعہ خدمت خلق کے میدان میں کی جارہی ہمہ جہت کاموں کو بھی شرکاء کے سامنے بیان کیا۔ مولانا نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا نے بھی تعلیم قرآن اور احکام شریعت کے نفاذ کے موضوع پر خطاب کیا، کیا۔ اس موقع سے مولانا محمد شبلی القاسمی کی تالیف کردہ کتاب "مساجد کی شرعی حیثیت اور ائمہ کرام کی ذمہ داریاں" کی رسم اجراء بھی حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں انجام دی گئی۔ اجلاس کے چاروں سیشن کی نظامت راقم الحروف نے انجام دی۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے نام سپاس نامہ اور استقبالیہ کلمات اجلاس کے کنوینر مولانا روح اللہ قاسمی استاذ مدرسہ فلاح المسلمین نے پیش کیا۔ اجلاس عالم میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھوں مدرسہ فلاح المسلمین سے حفظ مکمل کرنے والے چونسٹھ حفاظ کرام کی دستار بندی بھی عمل میں آئی، دو نو جوانوں کا نکاح بھی حضرت نے پڑھایا، مدرسہ فلاح المسلمین کے ایک طالب نے انگریزی زبان میں تقریر کی جب کہ ایک دیگر طالب علم نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کے نام خود تیار کردہ منظوم سپاس نامہ پیش کیا۔ مولانا محمد حبیب اللہ قاسمی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر اور ان کے رفقاء نے اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے میں انتہائی محنت وجانفشانی کا ثبوت دیا۔ دونوں ضلع کے اجلاس تاریخی نوعیت کے ثابت ہوئے۔

Volume:57/67,Issue:6 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

یہ مصرع کاش نقش ہر در و دیوار ہوجائے
جسے جینا ہو، مرنے کے لیے تیار ہوجائے
(جگرمرادآبادی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

زندگی کامحور

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

قرآن مجید زندگی کا ایک جامع اور متوازن تصور پیش کرتا ہے، ارشاد الٰہی ہے: ﴿اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما﴾ قرآن مجید میں دنیاداروں کا حال یوں بیان کیا گیا ہے: ﴿اے ہمارے رب ہمیں (بس) دنیا میں دے دے اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں﴾ یعنی ایسے لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ ہم کو سب کچھ دنیا ہی میں مل جائے، رہی آخرت اس کا دیکھا جائے گا، جب کہ قرآنی نقطہ نظر یہ ہے کہ ہر شخص کی دنیا بھی اچھی ہو اور آخرت بھی اچھی ہو، دنیا اچھی ہونے کے متعلق قرآن کہتا ہے: ﴿اور دنیا میں سے اپنا حصہ نہ بھولو﴾ یعنی دنیا میں جو ہمارے رزق کا حصہ ہے، وہ حاصل کرنا بھی ضروری ہے، البتہ اوور لوڈ نہیں ہونا چاہیے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ہم دنیا کو اس کے اعتبار سے اختیار کریں اور اصلاً ہمارے سامنے آخرت ہو، درحقیقت آخرت اور دنیا کا بہت گہرا ربط ہے، آخرت دنیا کی کھیتی ہے، ہم یہاں جو بوئیں گے، آخرت میں کاٹیں گے، لہٰذا ہمیں یہاں کھیتی کرنی ہے، یہاں کھانا نہیں ہے؛ لیکن ہم سے اسی میں غلطی ہوجاتی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ہم یہاں جو کچھ کھیتی کریں، سب کھالیں؛ لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم یہاں جو کریں گے ویسا ہی اس کا نتیجہ آخرت میں ملے گا، لہٰذا دنیا وآخرت کے متعلق ہماری فکر صحیح ہونی چاہیے، اگر یہ درست ہوجائے تو ہمارا مرنا اور جینا بھی درست ہوجائے اور ہمارا گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔

صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ کھانے کو کچھ نہیں تھا؛ مگر ہر قسم کی قربانی کے لیے ہمہ وقت تیار تھے؛ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ دسترخوان پر کئی کئی کھانے رکھے ہوئے ہیں اور ادنی درجہ کی قربانی پر بھی ہم آمادہ نہیں ہوتے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کے دسترخوان پر کبھی دو کھانے جمع نہیں ہوئے، اندازہ لگائیے سرور کونین کے دسترخوان پر بھی دو کھانے جمع نہیں ہوئے اور بسا اوقات کئی کئی مہینے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا؛ مگر کبھی بھی آپ کی زبان پر شکایت نہیں آئی؛ لیکن آج ہمارا حال اس سے بالکل مختلف ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے تمہارے اوپر فاقہ کا ڈر نہیں ہے؛ لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر چھا جائے گی اور تمہیں ہلاک کردے گی، جیسا کہ اس نے تم سے پہلے کے لوگوں کو ہلاک کیا ہے، دنیا دیکھنے میں بڑی خوشنما ہے؛ لیکن جو اس میں الجھے گا، وہ گرفتار ہوتا چلا جائے گا، ہاں جو اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ رکھے گا، جو رکھنا چاہیے تو پھر ٹھیک رہے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ دنیا اور آخرت دو بیوی کی طرح ہیں، اگر ایک کو آگے کردیا تو دوسری ناراض ہوجائے گی؛ یعنی دنیا ایک بیوی ہے اور آخرت دوسری بیوی ہے، ظاہر ہے دنیا کی بیوی فنا ہوجانے والی ہے اور یہ بڑی خوبصورت اور بڑی بدبودار ہے اور آخرت کی بیوی بڑی خوبصورت ہے اور بالکل ایسی عظیم الشان ہے کہ آدمی دیکھ لے تو دنگ رہ جائے، جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ اگر آخرت کی حور کا ایک ناخن بھی دنیا میں آجائے تو پوری دنیا چمک جائے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آخرت کی پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے کیسا حسن رکھا ہے، لہٰذا جو شخص اس آخرت والی بیوی کے ساتھ نبھائے گا، وہ اکثر اوقات اسی کی فکر رکھے گا اور کامیاب ہوجائے گا۔

انسان کی کمزوری یہ ہے کہ وہ دنیوی زرق برق سے جلدی متاثر ہوجاتا ہے، وہ دیکھتا ہے بظاہر یہ دنیا اچھی لگ رہی ہے، یہاں کے بازار اور شاپنگ مال قابل کشش ہیں اور پھر انہیں کے چکر میں پھنس کر رہ جاتا ہے، اسی لیے حدیث میں ہے: شر البقاع الأسواق، یعنی بازار یا شاپنگ مال سب سے بری جگہیں ہیں اور سب سے اچھی جگہ مسجد ہے؛ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھا آدمی وہ ہے، جس کا دل مسجد میں لگا ہو، اگر مارکیٹ کے لیے بھی نکلا ہے تو بھی دل مسجد میں لگا رہے، لیکن ہمارا حال بالکل برعکس ہے، ہم جاتے مسجد کی طرف ہیں؛ لیکن دل شاپنگ میں لگا رہتا ہے۔ حضرت یعقوب صاحب مجددیؒ نے ایک صاحب سے پوچھا: بتاؤ دو چیزوں میں کیا بہتر ہے، کیا یہ کہ تم باہر رہو اور دل میں مسجد میں رہے، یا یہ کہ تم مسجد میں رہو اور دل باہر رہے؟ اس شخص نے جواب دیا: جو خود باہر ہو اور دل مسجد میں ہو۔

اللہ نے دنیا میں انسان کو فائدہ اٹھانے کے لیے جو اعضا عطا کئے ہیں، یہ سب ایک امانت ہیں اور ہم ان کو دنیاوی زندگی میں جیسا استعمال کریں گے، اخروی زندگی میں یہ ہمارے متعلق ویسی ہی گواہی دیں گے، آنکھ کیمرہ ہے، کان ریکارڈ ہے اور زبان ایک بٹن ہے، جو حکم الٰہی کے فوراً بعد تمام باتیں بیان کردے گی، ہماری زبان سے وہی بات نکلے گی، جو کانوں سے سنی ہو، لہٰذا اگر کان میں صحیح چیزیں جائیں گی تو زبان سے صحیح ادا ہوگا اور جب آنکھوں نے اچھی تصویریں محفوظ کی ہوں گی تو اچھی چیزیں ہی سامنے آئیں گی؛ لیکن آج صورت حال مختلف ہے، ہمارے جتنے نوجوان کرکٹ دیکھتے ہیں، اللہ معاف کرے کہ جب وہ خوبصورت نوجوان کو کھیلتے دیکھنے والی تصویریں دیکھتے ہیں تو وہ تصویریں ان کے ذہنوں میں پیوست ہوجاتی ہیں اور اسی طرح جو ناچنے والوں کو دیکھتے ہیں، ان کے ذہنوں میں ان کی تصویریں ثبت نظر آتی ہیں، ہم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو وہی پوسٹر کی گندی تصویریں گردش کرتی ہیں، ہمیں بے شمار نوجوان ایسے ملے، جنھوں نے اپنے اس مرض کا روحانی علاج معلوم کیا کہ اس لعنت سے کیسے بچا جائے؟ ظاہر ہے اس کا پہلا علاج یہی ہے کہ ایسی لعنتوں کو دیکھنا بند کردیا جائے اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا شروع کیا جائے، جب اللہ والوں کی صورتیں دیکھیں گے اور ان کے پاس جاکر بیٹھیں گے اور ان سے محبت کریں گے تو پھر انہیں کی صورت ہمارے سامنے رہے گی، لہٰذا جنھوں نے بھی گندی باتیں سنی ہیں، انہیں چاہیے کہ اچھی باتیں کان میں دالیں، اچھی تقریریں سنیں اور اچھی باتیں سنیں اور اچھی کتابیں پڑھوا کر سنیں، جو کہ گندی چیزوں کا ازالہ کرسکیں اور زمانہ ماضی میں جتنا وقت اان گندی چیزوں کے لیے گذارا ہے، اس سے زیادہ ان اچھی چیزوں میں وقت گذرے۔

اگر محبت اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی اور سے ہوگی تو روز محشر میں وہ اسی کے ساتھ ہوگا، یہ اتنی خطرناک بات ہے کہ اس سے بڑی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی، میں ایک جگہ گیا، وہاں مختلف مزاج کے لوگ تھے، میں نے کہا: الحمدللہ، یہاں تو سب بڑے لوگ موجود ہیں، میں صرف ایک بات کہہ کر رخصت ہوتا ہوں کہ تم لوگ اپنے دلوں کے حال کا جائزہ لو کہ تمہارا دل کہاں ہے، اگر جھانک کر دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ ہمارا دل کسی کھیلنے والے کے ساتھ لگا ہوا ہے، یا کسی ناچنے والے کے ساتھ لگا ہوا ہے، یا ناچنے والی کے ساتھ لگا ہوا ہے، لہٰذا سمجھ لیجئے کہ اگر ہماری یہی حالت رہی تو ہمارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا، جن سے ہمیں محبت ہے اور یہ بڑی خطرناک بات ہے، ہم نے کہا: دل بے شک محبت کی جگہ ہے اور کسی کو دینے کے لیے ہی ہے؛ لیکن ہم اور آپ نے اپنے دل کو غلط جگہ دے دیا ہے، دل دینے کے حقیقی حقدار اللہ اور اس کے رسول ہی ہیں۔

اختر شیرانی کی محبت رسول کا واقعہ مشہور ہے، ان کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور اسی حالت میں ان سے کسی نے پوچھا: جوش ملیح آبادی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے یہاں تُک بندی بہت ہے، اس نے بہت سے الفاظ رٹ لیے ہیں اور انہیں کو جوڑتا چلا جاتا ہے، پھر کسی نے جگر مرادآبادی کے متعلق پوچھا: کہنے لگے: وہ گویا ہے، بس اچھا گالیتا ہے، پھر کسی نے علامہ اقبال کے بارے میں دریافت کیا: تب بھی ایسا ہی کچھ جواب دیا، اس مجلس میں ایک نوجوان یہ سوال بھی کر بیٹھا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بس یہ جملہ سننا تھا کہ پھر وہ اپنا نشہ بھول گئے اور شراب کی بوتل دے ماری اور کہا: کمبخت! تم میرا آخری سہارا بھی مجھ سے چھیننا چاہتے ہو، وہ میری محبتوں کا مرکز ہیں۔

ظاہر میں یہ وہ شخص تھا جس کو لوگ بے ایمان سمجھتے تھے؛ لیکن جب ایسا سنگین سوال کیا تو اس نے اپنی حالت پر رحم کھایا اور کہا: کمبخت ایسی ناپاک محفل میں تو نے ایسے پاک انسان کا نام لینے کی جرأت کیسے کی؟ ظاہر ہے شراب کے نشہ میں بھی ان کی محبت کا یہ عالم تھا۔ آج جو لوگ ایمان والے ہیں اور اسی ایمان کا درد رکھتے ہیں، ان کی حالت دیکھ لیجئے، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کررہے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کررہے ہیں اور ایمان کو پامال کررہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ انہیں کچھ میسر نہ تھا؛ مگر امت کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ سب کچھ ہے؛ لیکن ہماری زندگی بالکل جانوروں والی زندگی ہوگئی ہے، سوچنے کا مقام ہے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)